ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۱/ نومبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۴۷

۲۰/ رجب ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۱/ نبوت ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام﴾

راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے

"میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے۔ اہل بیت زیادہ مؤاخذہ کے لائق تھے۔ وہ لوگ جو دور ہیں وہ قابل مؤاخذہ نہیں لیکن تم ضرور ہو۔ اگر تم میں اپنی کوئی ایمانی زیادتی نہیں تو تم میں اور اُن میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں کے زیر نظر ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات و سکنات کو دیکھ رہے ہیں وہ سچے ہیں۔ جب مسیح کے ساتھی صحابہؓ کے ہمدوش ہونے لگے ہیں تو کیا آپ ویسے ہیں؟ جب آپ لوگ ویسے نہیں تو قابل گرفت ہیں۔ گو یہ ابتدائی حالت ہے، لیکن موت کا کیا اعتبار ہے۔ موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے جو ہر شخص کو پیش آتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا تو یہ امر دوسرا ہے۔ لیکن جب آپ میرے پاس آئے، میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا تو گویا من وجہ آپ نے صحابہ کرامؓ کے ہمدوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہؓ نے کبھی صدق و وفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا، ان میں کوئی کسل تھا، کیا وہ دل آزار تھے؟ کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے؟ بلکہ ان میں پرلے درجے کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے۔ کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ ﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لئے دعائیں کیں، بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجاء خدا کے سامنے لائے گا اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہو گی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو کیا کوئی ولی بننا ہے؟ افسوس انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔ بیشک انسان نے (خدا کا) ولی بننا ہے۔ اگر صراط مستقیم پر چلے گا تو خدا بھی اس کی طرف چلے گا اور پھر ایک جگہ پر اس کی ملاقات ہو گی۔ اس کی اس طرف حرکت خواہ آہستہ ہو گی لیکن اس کے مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہو گی۔ چنانچہ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم......الخ﴾ (العنکبوت: ۷۰) سو جو جو باتیں میں نے آج وصیت کی ہیں ان کو یاد رکھو کہ ان پر ہی مدار نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں رضا الٰہی مطلق ہی ہو۔ پس اس سے تم نے ﴿و آخرین منھم لما یلحقوا بھم......الخ﴾ (الجمعہ: ۴) کے مصداق بننا ہے"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۲۹،۲۸)

جب تک آپ عبادت کا حق ادا نہ کریں آپ میں یہ طاقت آ ہی نہیں سکتی کہ برائیوں سے رک سکیں

انسان تو بغیر عبادت کے رہ ہی نہیں سکتا۔ سورہ فاتحہ نے آغاز ہی میں بتا دیا ہے کہ تم مجبور ہو عبادت پر۔ اگر رب العالمین، الرحمان، الرحیم اور مالك یوم الدین کو چھوڑ کر کسی کی عبادت کرو گے تو تمہارا نقصان ہو گا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷/ نومبر ۱۹۹۷ء)

لندن (۷/ نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورہ العنکبوت کی آیت نمبر ۴۶ ﴿واتل ما اوحی الیك .... الخ﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آج بھی نماز کے تسلسل میں ہی خطبہ ہو گا جس کا بنیادی نکتہ سورہ فاتحہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کا پہلا حصہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق رکھتا

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ، یکم/ نومبر ۱۹۹۷ء:

بچوں کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا جو ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔ تلاوت و نظم کے بعد ایک بچے نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ سے "الامین" کے موضوع پر ایک تحریر پڑھ کر سنائی۔ حضور انور کے پوچھنے پر بچے نے بتایا کہ اس نے یہ تحریر ایک رسالے سے لی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے نقل کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔ مدد لی جا سکتی ہے لیکن اسے پھر اپنی سادہ زبان میں لکھا کریں۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں آخری تنبیہ فرمائی۔ حضور نے تقریر کے دوران مختلف غلطیوں کی تصحیح فرمائی۔ ایک بچے نے اپنے سکول میں نماز ادا کرنے کے لئے جگہ میسر نہ آنے کی مشکل کا ذکر کیا اور بتایا کہ آخر کس طرح ہیڈ ماسٹر صاحب کی شفقت اور مہربانی سے نماز کے وقت کے لئے ایک کمرہ تو مل گیا مگر پھر سکول کے طلباء نے مخالفت اور مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ اس بچے نے بتایا کہ آہستہ آہستہ اب ہم پانچ احمدی طلباء روزانہ نماز ادا کرتے ہیں اور ایک خادم آکر ہمیں جمعہ بھی پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے آخر میں سب بچوں سے کہا کہ اپنے سکول میں ان خطوط پر عمل کرتے ہوئے نماز باجماعت کا التزام کر لینا چاہئے۔ حضور نے اس بچے کی نماز سے محبت اور نیز باجماعت نماز ادا کرنے کے پختہ ارادے کی تعریف فرمائی اور طرز تقریر کو پسند فرمایا۔

اتوار، ۲/ نومبر ۱۹۹۷ء:

آج انگریزی بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا دن تھا اور ذیل کے سوال و جواب نشر کئے گئے:

☆......جب بھی آدم کا ذکر آتا ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ آدم ایک ہی ہیں لیکن احمدیہ لٹریچر سے پتہ لگتا ہے کہ کئی آدم تھے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید میں جس آدم کا ذکر ہے وہ کون تھے؟ حضور انور نے فرمایا کہ ایک آدم تو انسانیت کا جد امجد ہے جو پہلے مٹی اور پھر پانی اور پھر طین یعنی دونوں کے ملنے سے بنا۔ اس آدم کی کہانی کو ایک بلین سال پر پھیلایا جا سکتا ہے۔ ایک دوسری اصطلاح کے مطابق آدم پہلے نبی تھے یعنی تمام مذاہب کا آغاز آدم سے ہوا۔ پھر ایک آدم کو "الانسان" کہا گیا یعنی جب انسانیت پایہ تکمیل کو پہنچ گئی جس سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں۔

☆......یہودیوں اور فلسطین کے مسئلے کی اصل وجہ کیا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اس مسئلے کی ایک جڑ تو یہودیوں میں ہے اور دوسری عربوں میں۔ مسلمان جب بھی لڑتے جھگڑتے ہیں تو وہ قرآنی تعلیم کے خلاف کرتے ہیں۔ یہودیوں کی تعلیم میں آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت کی ہدایت ہے لیکن ان کا سلوک خطرناک حد تک بڑھ جاتا ہے جو ان کی مذہبی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے ان کو دنیا میں بھی خطرناک سزائیں ملتی ہیں۔ ہر دفعہ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس دفعہ خدا کا قانون بدل جائے لیکن خدا کا فیصلہ یہی ہے کہ جب وہ شرارت کریں گے اور سنگدلی سے کام لیں گے تو خدا سے سزا پاتے رہیں گے۔ تاریخ کا مطالعہ بھی یہی بتاتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی چپقلش اپنے ہی لوگوں کے خلاف ہوتی ہے۔ جب بھی فلسطینیوں نے عربوں سے لڑائی کی اپنا علاقہ کھو دیا اور یہودیوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

☆......ایک انگریز خاتون نے کہا کہ اخبار Daily Mail میں ایک آرٹیکل چھپا ہے کہ ٹیورین کا کفن ۱۲۰۰ سال سے زیادہ پرانا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس کا مفصل جواب ارشاد فرمایا اور بتایا کہ یہ تحقیق سائنس دانوں کے نام پر دراصل Orthodox Church کی کڑی نگرانی میں شائع کی گئی ہے۔ اور اس معاملہ میں پبلک کو دھوکہ میں رکھا ہوا ہے۔

☆......ایک سوال یہ کیا گیا کہ امریکہ میں برطانوی آیا کے ساتھ بے انصافی کی گئی ہے۔ حضور انور کا کیا خیال ہے؟

سوموار، ۳/ نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۷ جو ۲۰/ مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ پھر سے آرنیکا، کلکیریا فلور، برائٹا کارب، اور فائٹولاکا دواؤں پر بحث ہوئی۔ کلکیریا فلور گلے کے ٹانسلز کے لئے بھی شفا بخش ہے۔ خنازیر کے لئے بھی اچھا اثر رکھتی ہے۔ عورتوں کے لئے جب Abortion کی Tendency ہو اور لمبے Menses ہوں تو ان کے لئے نسخہ ہے۔ عورتوں کے Uterous Tumour میں

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجامکار

گزشتہ دنوں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے "ملاقات" پروگرام میں اور اسی طرح "اردو کلاس" میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر ایک فرنچ بچی کو متعارف کروایا اور اس کی نیکی، ذہانت اور سعادت کی ایمان افروز داستان بتائی۔ اس بچی کے والد الجیرین اور والدہ فرنچ ہیں۔ یہ بچی ایک روز اپنے ٹی وی پر سیٹلائٹ کے مختلف چینل بدل رہی تھی کہ اچانک اسے MTA کا چینل ملا جس پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بعض سوالوں کے جواب ارشاد فرمارہے تھے۔ اس بچی کا کہنا ہے کہ حضور کی پُر جذب شخصیت اور آپ کے سچائی سے پر ارشادات سن کر اس کے دل نے تمام باتوں سے سوفیصدی اتفاق کیا اور اسے یوں لگا کہ گویا وہ پہلے سے ہی ان باتوں پر ایمان رکھتی ہے۔ پھر وہ یہ پروگرام باقاعدگی سے دیکھنے لگی اور کوشش شروع کر دی کہ کس طرح حضور ایدہ اللہ سے رابطہ ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں 'جو ئندہ یابندہ' اسے بالآخر حضور کا ایڈریس معلوم ہوا اور اس نے خط و کتابت شروع کر دی۔ حضور نے بتایا کہ اس بچی کی ذہانت اور پاکیزہ فطرت کا آپ کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اور پھر وہ حضور انور کی دعوت پر لندن آئی۔ اس کے والدین نے اس کی سخت مخالفت کی کہ وہ احمدیت قبول نہ کرے۔ لیکن احمدیت کی حقانیت اس کے دل میں میخ کی طرح راسخ ہو چکی ہے اور وہ ثابت قدم ہے۔ اللھم زد و بارك وثبت اقدامھا. حقیقت یہ ہے کہ اس بچی کا اچانک ایم ٹی اے سے رابطہ اور پھر اس توسط سے احمدیت کی صداقت کا دل میں اتر جانا اور غیر معمولی استقامت یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے خود ہی نیک فطرت لوگوں کی راہنمائی کر رہے ہیں اور اس جماعت کے قیام کا مقصد بھی تقویٰ شعار، سعید فطرت لوگوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بارہا اپنے خطبات میں داعیان الی اللہ کو سمجھایا ہے کہ محض تعداد بڑھانے کے لئے تبلیغ نہ کریں بلکہ نیک روحوں کی تلاش کریں جو نیک خُو اور تقویٰ شعار اور راستباز ہیں اور تقویٰ و راستبازی سے محبت رکھتے اور خدا کا خوف دلوں میں رکھنے والے ہیں۔ دنیا بھر میں، ہر ملک و دیار میں، ایسے واقعات آئے دن ہمارے مبلغین و معلمین اور داعیان الی اللہ کے مشاہدے اور تجربے میں آتے رہتے ہیں کہ جب بھی کسی ایسے سعید فطرت کو پیغام پہنچایا تو بلا تاخیر اس نے سچائی کو پہچان کر اسے قبول کیا اور یہ اظہار کیا کہ گویا وہ پہلے سے ہی احمدی ہے کیونکہ اس کی فطری روشنی پہلے سے ہی غلط عقائد و نظریات کو رد کرتی تھی اور یہ کہ وہ جماعت کے عقائد و نظریات سے سوفیصدی اتفاق کرتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ بتایا تھا کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو ابھی اس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق نہیں ملی لیکن وہ عند اللہ اس جماعت کے ہی افراد ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: "خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ بہت سے اس جماعت میں سے ہیں جو ابھی اس جماعت سے باہر اور خدا کے علم میں اس جماعت میں داخل ہیں۔ بار بار ان لوگوں کی نسبت یہ الہام ہوا ہے۔ یخرّون سجداً. ربنا اغفرلنا انّا کنّا خاطئین۔ یعنی سجدہ میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا! ہمیں بخش کیونکہ ہم خطا پر تھے"۔ (ایام الصلح)۔ اس الٰہی پیش خبری میں یہ رہنمائی بھی فرمادی گئی ہے کہ کس قسم کے لوگوں کو خصوصیت سے ہمیں دعوت الی اللہ میں پیش نظر رکھنا چاہئے۔ وہ جنہیں تسلیم و رضا کی عادت ہو۔ جو خدا تعالیٰ سے مغفرت کے طالب ہیں ایسے نیک فطرت لوگوں کو جلد سے جلد جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل کرنا ہمارا فرض ہے۔

پس آیئے ان "بہت سے" افراد کو "جو ابھی اس جماعت سے باہر اور خدا کے علم میں اس جماعت میں داخل ہیں" اس جماعت میں لانے کی مہم کو تیز سے تیز تر کریں تا "ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ وحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں"۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ہے۔ وہ صفات چار بیان فرمائی گئی ہیں جو یہ ہیں رب العالمین، الرحمان، الرحیم، مالك یوم الدین۔ ان صفات پر غور کرنے کے نتیجے میں طبعی طور پر خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ان سے رابطہ ہو۔ تمام دنیا میں روابط کی بنیاد یہی چار صفات بنتی ہیں۔ جو بھی مثلاً کسی کمپنی کا سربراہ ہو وہ اپنے ماتحتوں کے لئے ایک قسم کے رزق کا سامان کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ گویا ایک قسم کا رب بن جاتا ہے مگر رب العالمین نہیں۔ تو اگر اس مضمون پر غور کریں تو ربوبیت سے تعلق جوڑنا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ ایک فطری مجبوری ہے۔ رب سے تعلق جوڑنا رب پر کوئی احسان نہیں ہے۔ ہاں اگر رب آپ سے تعلق جوڑ لے اور آپ کی محبت کا جواب دے تو یہ اس کا احسان ہے۔ اسی طرح مثلاً جو شخص اپنے مزاج کے لحاظ سے بہترین رحمانیت کا نمونہ دکھانے والا ہو۔ کسی کے مانگے بغیر، اس کی سوچ سے بھی پہلے اندازہ لگائے کہ اسے کیا ضرورت پیش آسکتی ہے اور وہ چیز اسے مہیا کر دے تو کون پاگل ہے جو اس سے تعلق نہیں جوڑے گا۔ رحمان سے تعلق جوڑنا ایک فطری تقاضا ہے لیکن دنیا کے رحمان بالکل معمولی ہوتے ہیں۔ کبھی حالات بدل جائیں تو وہ بھی بدل جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمانیت پر جتنا غور کریں گے آپ کو دنیا کی رحمانیت کے نظارے اتنے ہی معمولی دکھائی دیں گے۔ اسی طرح رحیمیت اور مالك یوم الدین کا مضمون ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ جب ربّ العالمین، رحمان، رحیم اور مالك یوم الدین سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس میں ذرہ بھی اس پر احسان نہیں بلکہ اس کا آپ پر احسان ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے تعلق کیسے جوڑا جائے۔ سورہ فاتحہ میں آپ ان صفات کے ذکر کے بعد بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں ایاك نعبد و ایاك نستعین، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ عبادت تو ان صفات کا لازمی نتیجہ ہے جو آپ کو فائدہ پہنچانے کے لئے، آپ پر احسان کرتے ہوئے پیدا ہو سکتا ہے اگر آپ عبادت کریں۔ پس وہ لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم خدا کی عبادت کیوں کریں، خدا کو عبادت کی کیا ضرورت ہے وغیرہ ان سب کا جواب اس میں آجاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دنیا میں تم چھوٹے چھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے ہو۔ انسان تو بغیر عبادت کے رہ ہی نہیں سکتا۔ یا وہ جھوٹے معبودوں کی جھوٹی عبادت کرے گا یا وہ سچے خدا کی سچی عبادت کرے۔ عبادت کا ایک مطلب ہے غلامی، کسی اعلیٰ ہستی کے آگے جھکنا تا کہ اس سے کوئی فائدہ پہنچے۔ سورہ فاتحہ نے آغاز ہی میں بتا دیا کہ تم مجبور ہو عبادت پر۔ اگر عبادت نہیں کرو گے تو تمہارا نقصان ہوگا۔ اور اگر رب العالمین، الرحمان، الرحیم، مالك یوم الدین کو چھوڑ کر کسی کی عبادت کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ اس پر بے اختیار دل سے آواز اٹھتی ہے کہ ہم اپنی خاطر مجبور ہو گئے ہیں کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ مگر یہ کام بہت مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انسان عبادت اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے۔ مگر دنیا کے معبودوں کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے کہ ہمیں تم سے محبت ہے مگر "رب العالمین، الرحمان، الرحیم، مالك یوم الدین" کو کیسے دھوکہ دے سکتے ہو۔ وہ تو انسان کے پاتال تک نظر رکھتا ہے۔

حضور نے فرمایا "ایاك نعبد" میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ صرف تیری عبادت کرتے ہیں، دوسروں کی نہیں کرتے۔ لیکن اگر انسان بیدار شعور کے ساتھ جائزہ لے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ وہ نماز سے نکلا تو غیروں کی عبادت شروع ہو گئی۔ حضور نے فرمایا کہ اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ غیروں سے مدد لینا عبادت الٰہی کے خلاف نہیں بشرطیکہ وہ مدد حقیقی معبود کے منشاء کے خلاف نہ ہو۔ اس لئے معاً دل سے آواز اٹھے گی "ایاك نستعین"، ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ "ایاك نستعین" اس لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی کوشش سے اس تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ جب تک آپ عبادت کا حق ادا نہ کریں آپ میں یہ طاقت آ ہی نہیں سکتی کہ برائیوں سے رک سکیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں نماز کی ضرورت، فضیلت و اہمیت اور نماز میں حصول لذت کے طریق بتلائے گئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ان تحریرات کی ساتھ ساتھ وضاحت فرمائی اور مضمون کو مختلف امثلہ کے بیان سے مزید تفصیل سے کھول کر سمجھایا۔ حضور نے بتایا کہ درد دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے۔ نماز شروع کرنی ہو تو کرب کی حالت سے فائدہ اٹھاؤ، اپنی بے چینیوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ جب نمازوں میں وہ اضطراب پیدا ہو جائے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے تو وہ لمحہ ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بندے کے قریب ہو جاتا ہے۔

☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

اور اپنے اپنے ملک میں علاج شروع کرائیں۔

منگل، ۴؍نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۰۹ براڈکاسٹ کی گئی۔ جس میں سورہ الروم کی آیات ۲۳ تا ۳۳ کا ترجمہ و مختصر تفسیر بیان فرمائی۔

بدھ، ۵؍نومبر ۱۹۹۷ء:

آج حسب پروگرام ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۰ ریکارڈ اور نشر ہوئی۔ کلاس سورہ الروم کی آیت ۳۳ سے شروع ہوئی۔ آیت نمبر ۳۶ کی تشریح بیان فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ یہ بہت دلچسپ آیت ہے جو کلیۃً مشرکین کو جھٹلاتی ہے۔ کبھی بھی دنیا میں کسی مشرک نے یہ بیان نہیں کیا کہ اللہ نے ہمیں خود شرک کی تعلیم دی ہے اور وہ اپنی کتب سے ایسا حوالہ نہیں دے سکتے۔ آیت نمبر ۳۸ کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ مسلم سوسائٹی میں متمول لوگوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ غریب رشتہ داروں، مسکینوں، یہاں تک کہ مسافروں کی مالی حالت کا بھی دھیان رکھیں۔ حضور نے فرمایا کہ کینیڈا کی ایک سوال و جواب کی محفل میں جس میں حکومت کے زعماء بھی شامل تھے اس اسلامی اقتصادی نظام کا ذکر کیا سب نے اسے بہ نظر تحسین دیکھا لیکن کہنے لگے کہ ہمیں تو سودی نظام نے ہی جکڑ رکھا ہے اور ہم اس اسلامی تعلیم کو مجبوراً قبول نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری حکومت اور سوسائٹی اسے قبول نہیں کرے گی۔

حضور نے فرمایا کہ نظام رزق کو قرآن مجید نے آخرت کے ساتھ باندھا ہے مگر دنیاداروں کا نظام اسی دنیا میں ختم ہو جاتا ہے۔ آیت نمبر ۴۲ میں سودی نظام کی ہلاکت آفرینیوں کا ذکر ہے۔ 'بحر' سے مراد روحانی دنیا اور 'بر' سے مراد مادی دنیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سود کا تباہ کن نظام ان قوموں کا اپنا پیدا کردہ ہے اور خدا تعالیٰ نے اسے زبردستی اس لئے نہیں روکا تا کہ اس کے نتائج خود دیکھ لیں۔ یہ آنے والے مستقبل کے سالوں سے متعلق ہے۔ جب پھر کسی جنگ سے تباہی آئے گی تو پھر وہ کی طرف رجوع کریں گے ورنہ کبھی بھی نہیں کریں گے۔ آج کی کلاس آیت نمبر ۴۴ پر ختم ہوئی۔

جمعرات، ۶؍نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس جو ۲۱؍مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ اس کلاس میں سبائنا، سباڈیلا کلکیر یا سلف اور کچھ اور دوائیں بھی تفصیل کے ساتھ زیر بحث آئیں۔ آج کے سبق میں حضور انور نے مرگی سے کمزوری بیہوشی اور معدے کی تیزابیت سے کمزوری اور بیہوشی میں فرق کو بہت تفصیل کے ساتھ واضح فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کم علم جاہل لوگ انبیاء پر مرگی کا الزام لگا دیتے ہیں اس لئے کمزوریوں کو پہچاننا بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ایک دفعہ سخت کمزوری کا حملہ ہوا جو بشیر اول کی وفات کے بعد ہوا اور اس سے پہلے آپ نے بہت سے روزے بھی رکھے تھے۔ اس کو نادان دشمن نے مرگی پر محمول کیا حالانکہ وہ Hyperacidity Debility تھی۔ اسی طرح آنحضرت کے "زملونی زملونی" کی حالت کو بھی دشمن نے مرگی کہہ دیا۔ مرگی کی اور بھی علامات پر حضور نے کافی روشنی ڈالی اور اس کے علاج کیلئے دوا بھی بتائی۔

جمعۃ المبارک، ۷؍نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ۱۶؍جولائی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ شدہ پروگرام کی ریکارڈنگ نشر کی گئی جس میں حضور انور نے بعض انگریزی کے سوالات کے جواب ارشاد فرمائے ہیں۔

☆......☆......☆ (ا - م - ج)

جدید عرب لٹریچر میں

احمدیت کا عکس جمیل

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

حضرت مؤسس الجماعۃ الاحمدیہ مسیح موعود و مہدی معہودؑ چونکہ رسول عربی ﷺ کے بےنظیر عاشق تھے اسی لئے اہل عرب سے آپ کی محبت و شیفتگی بھی والہانہ اور مثالی رنگ رکھتی تھی جس کا کسی قدر اندازہ مشائخ العرب اور صلحائے عرب کے نام آپ کے پہلے عربی مکتوب سے بھی لگ سکتا ہے جو آپ نے ۱۸۹۳ء میں تحریر فرمایا۔ یہ مکتوب "آئینہ کمالات اسلام" میں طبع شدہ ہے اور جو درج ذیل عقیدت بھرے الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

"السلام عليكم ايها الاتقياء الاصفياء من العرب العرباء. السلام عليكم يا اهل أرض النبوة و جيران بيت الله العظمىٰ. انتم خير امم الاسلام و خير حزب الله الاعلىٰ. ما كان لقوم ان يبلغ شانكم. قد زدتم شرفا و مجداً و منزلاً"۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن صفحہ ٤١٩، ٤٢٠)

السلام علیکم!! یا عرب عربا کے برگزیدہ اتقیاء۔ السلام علیکم!! اے ارض نبوت کے مکینو اور اللہ کے عظیم گھر کے زیر سایہ رہنے والو۔ تم امم اسلامیہ میں بہترین اور اللہ تعالیٰ کے بہترین گروہ ہو۔ کسی قوم کی مجال نہیں کہ تمہاری شان تک رسائی پاسکے۔ تم شرف مجد اور منزلت میں سب سے بڑھ کر ہو۔ دعویٰ مسیحیت کے اس ابتدائی زمانہ میں حضرت اقدسؑ نے قادیان سے ایک شامی بزرگ حضرت محمد سعیدی النشار الحمیدی کو دیار عرب میں اپنی کتابوں کی اشاعت اور تبلیغ احمدیت کے لئے سفیر بھجوایا تو آپ کو اس میں ذرہ برابر شک نہیں تھا کہ سنت اللہ کے مطابق عرب علماء خصوصاً اہل بادیہ کو آپ کی تحریرات بہت ناگوار خاطر ہونگی کیونکہ وہ باریک مسائل سے بےخبر ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ اس یقین سے بھی لبریز تھے کہ اہل عرب حق کی آواز پر ضرور کان دھریں گے۔ چنانچہ فرمایا:

"ان العربين سابقون فى قبول الحق من الزمان القديم بل هم كالاصل فى ذٰلك وغيرهم اغصانهم. ثم نقول ان هذا فعل الله رحمة منه والعرب الحق و اولىٰ و اقرب برحمته و انى اجد ريح فضل الله فلا تتكلموا بكلمات اليأس ولا تكونوا من القانطين"۔

(نورالحق روحانی خزائن جلد ؟صفحہ ٢٦)

یعنی عرب کے لوگ حق کے قبول کرنے میں ہمیشہ اور قدیم زمانہ سے پیش دست رہے ہیں بلکہ وہ اس بات میں جڑ کی طرح ہیں اور دوسرے ان کی شاخیں ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارا کاروبار خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت ہے۔ اور عرب کے لوگ الٰہی رحمت کے قبول کرنے کے لئے سب سے زیادہ حقدار اور قریب اور نزدیک ہیں اور مجھے خدا تعالیٰ کے فضل کی خوشبو آرہی ہے۔ سو تم نومیدی کی باتیں مت کرو اور ناامیدوں میں سے مت ہو جاؤ۔

اس عظیم الشان پیشگوئی کے بعد حق تعالیٰ نے نہ صرف شام میں آپ کیلئے شب و روز دعائیں کرنے والے ابدال پیدا کر دئے ہیں بلکہ فلسطین، مصر، عراق، اردن اور دوسرے بلاد عربیہ میں بھی آپ کی دعوت اسلام پر لبیک کہنے والوں کی ایک خاص تعداد پائی جاتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔ وہ پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں"۔

(الحکم ۱۰/مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ١٤)

اس پس منظر میں اب یہ بتانا مقصود ہے کہ احمدیت کے علم کلام نے دنیائے عرب پر کیا اثرات ڈالے ہیں اور اس کے چوٹی کے علمی حلقوں میں اس کی کس شان سے پذیرائی ہوئی ہے۔ اس ضمن میں نمونۃً صرف مندرجہ ذیل پانچ ممالک کے جدید لٹریچر کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ رابع سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک دور میں منظر عام پر آیا۔

مصر:

موازنہ مذاہب کے مشہور مصری سکالر المستشار محمد عزت الطهطاوى کے قلم سے ایک رسالہ "النصرانيه والاسلام" مکتبہ النور مصر جدید نے ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں شائع کیا جس کے صفحہ ۲۰۶ سے ۲۱۱ میں الاستاذ محمد عبده، فضيلة الاستاذ شيخ محمد ابو زهرة، الاستاذ الاكبر الشيخ محمود شلتوت سابق شيخ الازهر، الاستاذ عبدالرحيم فودة، الاستاذ حسن الزرمزمى، الاستاذ امين عز العرب جیسے اکابر علماء کی وفات مسیح کے بارہ میں آراء و نظریات کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور ان میں یہ واضح تصریح ہے کہ قرآن مجید میں نہ تو مسیح کے جسم عنصری آسمان پر زندہ جانے کی کوئی نص موجود ہے نہ دوبارہ آنے کی۔ نیز یہ کہ نزول عیسیٰ سے متعلق احادیث محض احاد ہیں۔ رفع کے معنی بلندی درجات کے ہیں۔ اور امت محمدیہ کو حضرت عیسیٰ یا گزشتہ نبیوں میں سے کسی نبی کے دوبارہ آنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

جنوری ۱۹۵۸ء سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی اس حیرت انگیز تحقیق نے عیسائی حلقوں میں تہلکہ مچا رکھا ہے کہ قرآنی نظریہ کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ہرگز دسمبر میں نہیں ہوئی بلکہ کھجور پکنے کے مہینوں میں ہوئی۔ (تفسیر کبیر سوره مريم زير آيت هزى اليك بجزع النخلة)

السید محمد عزت الطهطاوى نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۱ تا ۲۴۷ میں اس نظریہ کی تائید کر کے عیسائیت پر ضرب کاری لگائی ہے۔

لبنان:

۱..... ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء میں بیروت کے مشہور اشاعتی ادارہ "دار و مکتبه هلال" کے زیر انتظام فاضل عرب ادیب جناب احمد حامد کی ایک اہم کتاب چھپی ہے جس کا نام ہے "هكذا دخل الاسلام ٣٦ دولة" یعنی اس طرح ۳۶ ممالک میں اسلام داخل ہوا۔

اس گرانقدر کتاب کے صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰ پر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ مسلمان ہونے والے پہلے امریکی باشندے مسٹر الیگزینڈر رویب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے ضمن میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال، خواجہ کمال الدین صاحب، چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی نیز یورپ میں جماعت احمدیہ کی مساجد مسجد فضل لندن، مسجد برلن، مسجد ہیمبرگ کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

(ملاحظه ہو صفحه ٤٨، ٤٩، ١٧٦، ١٧٧، ١٧٩)

۲..... بیروت کے "دارالافاق الجديدة" نے ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں "المستشرقون و ترجمة القرآن الكريم" کے نام سے بڑی تقطیع کے ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب سپرد اشاعت کی ہے جو الدكتور محمد صالح البُنداق کی شب و روز کی کاوش و محنت کا ثمر اور تحقیق کا شاہکار ہے۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں بڑی فراخدلی سے احمدیوں کے اسپرنٹو، ڈینش، فرانسیسی، انگریزی اور اٹالین زبان میں تراجم قرآن کو شامل فہرست کیا ہے۔

۳..... ۱۹۸۴ء میں السيد محمد سعيد العشماوى کی کتاب "الوطن الجديد" بیروت کے زیر انتظام چھپی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۵۱ پر اعتراف کیا گیا ہے کہ دنیا میں حکومت الٰہیہ کے قیام کا تصور نبی یا رسول کے بغیر ہرگز ممکن نہیں۔ صفحہ ۱۴۱ پر آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث درج کی گئی ہے کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان میں سے صرف اور صرف ایک ناجی ہوگا۔ مؤلف کتاب اس حدیث کے عملی ظہور کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

" و معنى ذٰلك ان النبى قد أخبر أن المؤمنين من أمته سوف يتفرقون فرقا عديدة. (ولفظ السبعين للتدليل على معنى الكثرة لا للحصر والتحديد) ولا تنجو من هذه الفرق كلها الا فرقة واحدة، أما الفرق الأخرى فغير ناجية ولا ناج اتباعها لضلالهم عن الحق و زيوغهم عن الصواب وحيودهم عن الأصول. وهؤلاء الضالين الزائغين الحائرين ليسوا مسلمين، ولا يمكن أن يكونوا مسلمين حتى وان كانوا أكثر الأمة أو زعموا ذٰلك. فليس الأمر اسما أو صفة يطلقها شخص أو جماعة على أنفسهم، و انما العبرة بواقع الحال و صحيح الأمور. فالاسلام واقع يتطلب شروطا معينة حتى يتحقق و يكون الشخص مسلما حقيقة عندالله و فى الفهم السديد. و ان كثيرا من الفرق فى أمة محمد و كثيرا من الأفراد فى هذه الأمة غير مسلمين حقيقة، ولا يمكن أن يعودوا إلى الاسلام عودا سليما الا أن ينقوا ضمائرهم ويفتحوا عقولهم و يزكوا أنفسهم حتى يقبلوا الحق و يفهموا الصواب و يتبعوا سبيل الرشاد"۔

کویت:

کویت کی "جمعية التراث الاسلامى" نے جنوری ۱۹۸۴ء میں "Christian-Muslim Dialogue" شائع کی ہے جس میں مسیحی اور مسلمان کے مکالمہ کی صورت میں عیسائیت کو بےنقاب کرنے کی نہایت عمدہ کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ کتاب کے صفحہ ۲۸ سے ۳۰ پر جماعت احمدیہ کے مخصوص علم کلام کی روشنی میں اس نظریہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ بچ گئے تھے لہذا ان کے خون سے گنہگاروں کی نجات کا فلسفہ سراسر باطل ہے۔

اس اہم انگریزی کتاب کے دو ضروری اقتباس ہدیہ قارئین ہیں:

(1)

" Suffering is often exaggerted in the Bible and termed "dead" as Paul said (1 Corinthians 15:31) : " I protest by your rejoicing which I have in Christ, I die daily" (i.e. I suffer daily). Here are some of the proofs:

1. On the cross he beseeched God for help (Matthew 27:46) : "My God, my God, why hast thou forsaken me?" And in Luke 22:42: "saying Father if thou be willing, remove this cup from me: neverthless not my will, but thine, be done." (This cup is the cup of death).

2."Jesus' prayer not to die on the cross was accepted by God,according to Luke, Hebrews & James. Then how could he still die on the cross? . And there appeared an angel unto him from heaven, strengthening him." It means that an angel assured him that God would not leave him helpless. (Hebrew 5:7): "Who in the days of his flesh, when he (Jesus) had offered up prayers and supplications with strong crying and tears unto him That was able to save him from death , and was heard in that he feared".

Jesus' prayers were here heared , which means answered in a positive way by God (James 5:16): "..... The effectual fervent prayer of a righteous man availeth much." Jesus himself said (Matthew 7:7-10): "Ask, and it shall be given you; seek, and ye shall find; knock, and it shall be opened unto you; For every one that asketh receiveth; and he that seeketh findeth, and to him who knocketh it shall be opened. Or what man is there of you, whome if his son ask bread, will he give him a stone? Or if he ask a fish, will he give him a serpent? "If all Jesus' prayer were accepted by God, including not to die on the cross, how could he still die on the cross then?

3. His legs were not broken by the Roman soldiers (John 19:32-33): "Then

came the soldiers, and brake the legs of the first, and of the other which was crucified with him. But when they came to Jesus, and saw that he was dead already, thay break not his legs." Can you rely on these soldiers for pronouncing the death, or did they want to save Jesus as they found him innocent?

4. If Jesus died on the cross, his blood would clot and no blood would gush out of his body when his side was pierced. But the Gospel states that blood and water came out; (John 19:34): "But one of the soldiers with a spear pierced his side , and forthwith came there out blood and water".

5. When the Pharisees asked Jesus for a sign of his true mission he answered (Matthew 12:40): "For as Jonas was three days and three nights in the whale's belly, so shall the Son of man be three days and three nights in the heart of the earth." Disregard now the time factor, which was also not three days and three nights but one day (Saturday, daytime only) and two nights (Friday night and Saturday night). Was Jonas alive in the belly of the whale?"

(2)

"Then Jesus was still alive as he prophesied.

6. Jesus himself stated that he didn't die on the cross. Early Sunday morning Mary Magdalene went to the sepulchre, which was empty. She saw somebody standing who looked like a gardener. She recognized him after conversation to be Jesus and wanted to touch him. Jesus said (John 20:17): "Touch me not; for I am not yet ascended to my Father ......", "Touch me not" , perhaps because the fresh wound would hurt him. "I am not yet ascended to my Father," means that he was still alive, not dead yet, because if somebody dies, then he goes back to the

Creator. This was the strongest proof admitted by Jesus himself".

(صفحه نمبر ۲۸، ۲۹)

اردن :

۱۴۰۱ھ یعنی پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں المکتبہ الاسلامیہ عمان نے السیدمحمد ابراھیم حجاج کی کتاب "مختصراثبات نبوۃ محمد ﷺ" شائع کر کے ایک قابل تعریف دینی خدمت انجام دی۔ اس کتاب کی ایک بھاری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اثبات نبوت کے لئے صداقت وحقانیت کے ان دو قرآنی معیاروں کو خاص طور پر پیش کیا گیا ہے جن کو احمدی علم کلام میں ہمیشہ کلیدی اور بنیادی حیثیت رہی ہے یعنی **پہلا معیار** آیت لقد لبثت فیکم عمراً............الخ (سورہ یونس:۱۷)۔

دوسرا معیار آیت "لوتقول علینا بعض الاقاویل ...... الخ" (الحاقہ: ۴۵تا۴۷)۔

پہلے معیار کا ذکر کتاب کے صفحہ ۱۹، ۲۰ پر اور دوسرے معیار کا ذکر صفحہ ۱۰ تا ۱۳ میں کیا گیا ہے۔ مؤلف کتاب نے دوسرے معیار (لوتقول علینا بعض الاقاویل) کے ضمن میں زوردار الفاظ میں لکھا ہے:

"فهذا برهان على صحة نبوة محمد ﷺ وصدقه، لأنه لو لم يكن صادقا لقتله الله ومن تبعه ولأهلك أمره وانتقضه. ولأباد ذكره وجعله يتلاشى كالدخان ويفنى، ولكن الله تعالى أخضع له الدنيا وأهلك أعدائه، وعصمه من قريش واليهود والمنافقين فلم يستطيعوا قتله أو مواجهة دعوته مع كثرة المكائد.

وكما قال الإمام ابن القيم رحمه الله:"وهذا تصريح بصحة نبوة محمد ﷺ .فإن الذين اتبعوه بعد موته اضعاف أضعاف الذين اتبعوه فى حياته، وهذه دعوته قد مرت عليها القرون من السنين وهى باقية مستمرة وكذلك إلى آخر الدهر، ولم يقع ذلك لملك قط فضلا عن كذاب مفتر على الله وانبيائه مفسد للعالم مغير لدعوة الرسل، ومن ظن هذا بالله فقد ظن به أسوأ الظن وقدح فى علمه وقدرته وحكمته".

(هداية الحيارى ض ۸۷)

حضرت امام ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) کی مذکورہ کتاب کا مکمل نام ہے۔ ہدایہ الحیاری فی اجوبۃ الیہود والنصاری" (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" جلد ۲ صفحہ ۲۰۳۰ از علامہ کاتب چلپی ناشر نور محمد کارخانہ کتب کراچی)۔ یہ حوالہ نہایت قیمتی ہے جو پہلی مرتبہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہی ہمارے مطالعہ میں آیا ہے۔

سعودی عرب :

مملکۃ العربیہ السعودیہ کے محکمہ افتاء والبحوث العلمیہ والدعوۃ والارشاد" نے ۱۴۰۱ھ میں حسب ذیل نام سے ایک کتاب شائع کی : "Islam the Religion of Truth"۔ اس کتاب میں حدیث نبوی "ستفترق امتی" کی بناء پر واضح طور پر دعویٰ کیا گیا ہے کہ

اگرچہ آج کروڑوں مسلمان پائے جاتے ہیں لیکن حقیقی مسلمان صرف ایک فرقہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"Although Muslims are great in number, yet a little of them are true Muslims. There are 73 Muslim sects with hundred millions of followers, only one of these sects are true Muslims. Those are the one w h o follow the way of prophet Muhammad (May peace & blessings of Allah be on him) , and the way of his faithfull Companions, both in matters of faith, and good behaviour. Boukhariy and Muslim related that the prophet, may peace and blessings of Allah be on him had said: "The Jews had split into 71 sects, the Christians had dispersed into 72 sects, and this nation (The Muslim nation) will disperse into 73 sects, all of them will dwell in Hell-Fire, except one" When the companions asked the prophet, (may peace and blessings of Allah be on him), about the group that will be delivered , he said,"It is the group that will follow my way and my companion's way".

سوال یہ ہے کہ وہ حقیقی مسلمان فرقہ کون سا ہے؟ اور اس کی علامات کیا ہیں؟ اس کا جواب دارالحدیث مکہ معظمہ کے فاضل استاذ جناب محمد جمیل زینو نے اپنی کتاب "منہاج الفرقۃ الناجیۃ" میں دیا ہے جو کچھ عرصہ قبل "ریاض" سے اشاعت پذیر ہوئی ہے اور جناب محمد جمیل زینو کتاب کے صفحہ ۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں:

علامة الفرقة الناجية

۱ ...... الفرقة الناجية هم قلة بين الناس، دعا لهم الرسول ﷺ بقوله: طوبى للغرباء : أناس صالحون فى أناس سوء كثير. من يعصيهم اكثر ممن يطيعهم." "صحيح رواه أحمد". ولقد أخبر عنهم القرآن الكريم فقال ما دحاً لهم:

"وقليل من عبادى الشكور". (سوره سبأ)

۲ ...... الفرقة الناجية يعاديهم الكثير من الناس ويفترون عليهم، و ينابزونهم الألقاب، و لهم أسوة بالأنبياء الذين قال الله عنهم: وكذلك جعلنا لكل نبىّ عدواً شياطين الإنس والجن. يوحى بعضهم الى بعض زخرف القول غروراً. (سوره الانعام) وهذا رسول الله ﷺ قال عنه قومه (ساحر كذاب) حينما دعاهم إلى التوحيد. وكانوا قبل ذلك يسمونه الصادق الامين"

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ کی پہلی علامت یہ ہے کہ وہ دوسرے کثیر التعداد مسلمانوں کے مقابل اقلیت میں ہے۔ انہی کو آنحضرت ﷺ نے "طوبیٰ للغرباء" کی بشارت دی ہے اور قرآن نے "قلیل من عبادی الشکور" (سورہ سباء) کے الفاظ میں انکی تعریف وتوصیف فرمائی ہے۔ دوسری علامت فرقہ ناجیہ کی یہ ہے کہ اکثر اس سے عداوت رکھتے، انکے خلاف افتراء پردازی کرتے اور برے برے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

یہ دونوں علامات جس صراحت کے ساتھ آج جماعت احمدیہ پر چسپاں ہوتی ہیں وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ کیونکہ خود سعودی عرب کی ۱۹۷۴ء سے اب تک کی سرکاری پالیسی اس پر شاہد ناطق ہے۔

جناب الٰہی میں التجا

بالآخر دعا ہے کہ عرب وعجم کے تمام مسلم ممالک جنہیں محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف نسبت غلامی کا قابل فخر اعزاز حاصل ہے جلد از جلد کاسر صلیب کے علمی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اس آسمانی فوج میں شامل ہو جائیں جس کے ذریعہ ازل سے عیسائیت اور مغربی الحاد و فلسفہ کی شکست اور حقیقی اسلام کی عالمگیر روحانی فتح مقدر ہے۔ جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک صدی قبل نہایت پر شوکت انداز میں فرمایا تھا۔

فَنَادَى الوقتُ ایّام الاِمام
لِتُنجی المسلمونَ مِنَ السّهام
اَرَى فَوج المَلائکۃِ الکِرامِ
بِکفّ المصطفى اضحى الزّمام

وقت نے ایک امام کے دنوں کو آواز دی ہے تاکہ مسلمان تیروں سے بچائے جائیں۔ میں ملائکہ کرام کے لشکر دیکھتا ہوں (جن کی) باگ ڈور محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ نیز خبر دی کہ ؎

و أُعطِیتُ عَلَمَ الفَتح عَلَمَ مُحَمّدٍ
و أُعطِیتُ سَیفاً جَذ اَصلَ التّخلّقِ

مجھے فتح کا جھنڈا جو محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہے عطا کیا گیا ہے اور وہ تلوار دی گئی ہے جس نے باطل کی جڑ کاٹ دی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

خطبات جمعہ ومجالس سوال وجواب کا انڈیکس فلاپی ڈسکس پر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ خطبات جمعہ اور مجالس سوال و جواب (سال ۱۹۸۲ء سے سال ۱۹۹۶ء تک) کا انڈیکس اب فلاپی ڈسکس (۵، ۳ انچ) پر بھی دستیاب ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے تیار کردہ اس انڈیکس کی مدد سے آپ بآسانی مطلوبہ کیسٹس (آڈیو، ویڈیو) حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ فلاپی ڈسکس حاصل کرنے کے لئے:

Incharge Audio/Video Department

سے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

16 Gressenhall Road,

London. SW18 5QL. U.K.

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 3JW

☆☆☆

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

مکان برائے فروخت

ایک مکان برقبہ ایک کنال محلّہ دارالبرکات بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ برائے فروخت ہے۔

تفصیلات کے لئے رابطہ کریں: چوہدری عبدالحمید

19- Defence Housing Society. Lahore

PHONE: (042) 5721134 Fax: (042) 5762342

e-mail: mohect@brain.net.pk

خطبہ جمعہ

جماعت کی تربیت مضبوط کریں اور وہ مضبوط تربیت اپنی ذات میں ایک غیر معمولی کشش کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳؍اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۳؍اخاء ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام وینکوور (برٹش کولمبیا، کینیڈا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

آج کا یہ جمعہ بھی ہم برٹش کولمبیا ہی میں پڑھ رہے ہیں اور یہ برٹش کولمبیا میں پڑھا جانے والا دوسرا جمعہ ہے۔ برٹش کولمبیا کی سیر کا بہانہ لطف الرحمٰن صاحب کی ایک دعوت بنی جنہوں نے ہمیں برٹش کولمبیا کے ساتھ واقع امریکن علاقہ جو سب سے زیادہ شمالی علاقہ کہلاتا ہے، اس کے دیکھنے کی دعوت دی۔ اس علاقے کے متعلق میں گزشتہ خطبے میں کچھ بیان کر چکا ہوں۔ خوبصورت بھی ہے اور کئی جگہ خوبصورت نہیں بھی مگر خوبصورتی محدود ہے اور اگرچہ بہت غیر معمولی خوبصورتی بھی دیکھنے میں آئی مگر اس کے محدود ہونے کا احساس بھی ساتھ رہتا ہے۔ اس پہلو سے میں ان کو، ان کے خاندان کو چھیڑتا رہا کہ الاسکا کی وہ بات نہیں جو ناروے کی تھی حالانکہ بعض علاقے واقعی بہت خوبصورت تھے مگر وہ جو کہتے ہیں کہ ؎

ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
ہم سے جہاں میں لاکھ سہی تم مگر کہاں

وہ آواز دل سے جہاں تک ناروے کے شمال کا تعلق ہے بار بار اٹھتی رہی مگر بہر حال الاسکا بھی ایک اچھا علاقہ ہے اور آپ میں سے جن کو توفیق ہو ان کو جانا چاہئے۔ بہت سے مقامات واقعۃً دیکھنے کے قابل ہیں اور ان کی اپنی ایک تہذیب ہے، اپنا ایک تمدن ہے، اپنا ایک جغرافیہ اور اس کی آب و ہوا۔ یہ عام حالات میں شمالی علاقوں سے بالکل مختلف ہے۔ بہر حال وہاں سے واپسی پر پھر ہمیں یہ برٹش کولمبیا دکھانے کے لئے لے گئے اور سب بچوں کی نظریں مجھ پر لگی ہوئی تھیں کہ اب بتائیں یہ ناروے سے زیادہ خوبصورت ہے کہ نہیں۔ میں ان سے کہتا رہا کہ میرا امتحان نہ لو اتنا ہی کافی ہے کہ بہت خوبصورت ہے۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ برٹش کولمبیا کے وہ علاقے جو میں اب تک دیکھ چکا ہوں ان کی البرٹا کے خوبصورت علاقوں سے کوئی بھی نسبت نہیں۔ البرٹا میں جو کیلگری کے گرد علاقہ ہے اور اسی میں سے ایک جسپر پارک بھی ہے، Banff کا علاقہ ہے ان علاقوں کی جب ہم نے سیر کی تھی تو ہماری فیملی، ہمارے بچوں نے اس کا نام "ناروے ٹو (Two)" رکھا ہوا تھا اور غیر معمولی حسن ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان، اس کی صنعت اس حیرت انگیز طریق پر ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کو کچھ کہنے کی بھی سکت باقی نہیں رہتی کہ یہ کیا چیز دیکھ رہے ہیں۔ مگر وہاں پھر کر گہرائی سے دیکھنا چاہئے۔ بڑی سڑکوں سے گزرنے سے خوبصورتی تو دکھائی دے گی مگر علاقے کی اصل شان نظر نہیں آتی۔ تو اس پہلو سے میں اس خاندان سے معذرت کے ساتھ ایک دفعہ پھر یہ عرض کروں گا کہ آپ وہ بھی دیکھ لیں جو ہم نے دیکھا ہوا ہے جس کی یادیں بار بار ستاتی ہیں پھر بعد میں کسی وقت مقابلے ہونگے۔

برٹش کولمبیا کی ایک شان تو بہر حال ماننی پڑتی ہے کہ یہ اتنی بڑی ریاست ہے کہ سارے پاکستان سے اس کا رقبہ زیادہ ہے اور امریکہ کی تین مشہور ریاستوں سے بھی، ان کے اجتماعی رقبے سے اس کا رقبہ زیادہ ہے۔ اس پہلو سے میں نے جو جائزہ لیا تھا اس کی تفصیل یہ بنتی ہے کہ برٹش کولمبیا نو لاکھ سینتالیس ہزار آٹھ سو مربع کلو میٹر پر پھیلی پڑی ہے۔ پاکستان کا کل رقبہ سات لاکھ چھیانوے ہزار پچانوے کلو میٹر ہے۔ اس میں کشمیر کا علاقہ یا نصف کشمیر جو کل کشمیر کا حصہ ہے اسے شامل کریں تو وہ نو لاکھ سات ہزار مربع کلو میٹر بنے گا۔ جب کہ برٹش کولمبیا نو لاکھ سینتالیس ہزار مربع کلو میٹر ہے۔ یونائٹڈ سٹیٹس کی جو تین ریاستیں میں نے بیان کی تھیں ان میں ایک کیلیفورنیا ہے جو بہت بڑی اور وسیع ریاست ہے اور معدنی خزائن اور اور بہت سے زرعی خزائن کے لحاظ سے یہ امریکہ کی چوٹی کی ریاست ہے جو امریکہ کو سبزیاں اور پھل اور گوشت مہیا کرتی ہے اور مچھلی بھی اور بہت پھیلی پڑی ہے، اس کو اور اس کے ساتھ واشنگٹن سٹیٹ کو اور اوریگن سٹیٹ کو ملا لیں تو ان سب کا رقبہ مل کر برٹش کولمبیا سے پیچھے رہے گا۔ پس اس پہلو سے برٹش کولمبیا کے رہنے والوں کو مبارک ہو کہ ایک بہت بڑی ریاست کے باشندے ہیں۔

اس مختصر جغرافیائی ذکر کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف واپس لوٹتا ہوں۔ بہت کچھ دیکھا، بہت ہی خوبصورتی کے ایسے مواقع تھے جن میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی صنعت کا گہرا دل پر اثر پڑا اور یہ سفر خوشگوار گزرا کیونکہ خوبصورتی بھی تھی اور چھیڑ چھاڑ بھی تھی اور ان بچوں کی نظر جب بھی کوئی خوبصورت جگہ آتی میری طرف اٹھتی تھی کہ دیکھیں اب کیا کہتے ہیں۔ میں کہتا ہاں بہت اچھی جگہ ہے، مگر...... مگر، سنتے ہی ان کی نظریں نیچی ہو جاتی تھیں۔ بہت 'مگر' ہم سے سن چکے ہیں مگر واقعۃً جگہیں اچھی بھی تھیں اور اس کا اقرار مجھ پر فرض ہے۔

اس سفر میں جو بہت بڑے فوائد پہنچے ان میں سے ایک وینکوور مسجد کا فائدہ ہے جو میں احباب کو بتاتا ہوں۔ وینکوور مسجد کے متعلق میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ لطف الرحمان صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیں، خود اکیلے ہی اس مسجد کو بنائیں لیکن ابھی کچھ تھوڑا سا مشروط وعدہ تھا۔ اس لئے میں نے گزشتہ سے پیوستہ خطبے میں اس کا ذکر نہیں کیا لیکن خود جمعہ سے واپسی پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے تو پکا ارادہ ظاہر کیا تھا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مجھے توفیق ملے اور انہوں نے کہا کہ میرے والد کی یہی خواہش تھی اس لئے میں اس وعدے کو پختہ کرتا ہوں۔ یہ ساری مسجد جتنی بھی بڑی ہو وہ اکیلے مجھے بنانے کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس ضمن میں میں نے غور کے بعد یہی فیصلہ دہرایا ہے جو ہمیشہ میں ایسے موقعہ پر کیا کرتا ہوں۔ مساجد کی تعمیر میں کسی ایک شخص کے سپرد کلیۃً اس کی مالی ذمہ داری میں کبھی نہیں کرتا اس شرط کے ساتھ کہ دوسرے حصہ نہ لے سکیں۔ اللہ کے گھر کی تعمیر میں حصہ لینا ایک بڑی سعادت ہے۔ چنانچہ ہمیشہ گزشتہ فیصلوں میں میں نے یہی آخری نتیجہ نکالا تھا کہ ایک شخص کو اجازت ہو جس حد تک اس کی تعمیر کی آخری ضرورت ہے وہ پوری کرنے کے لئے تیار رہے مگر اگر باقی جماعت حصہ لینا چاہے تو اس کو میں روک نہیں سکتا۔ تو اس شرط کے ساتھ میں اس وعدے کو منظور کرتا ہوں کہ وینکوور ہو یا کینیڈا کی دوسری جماعتیں یا امریکہ کی ریاست کی دوسری جماعتیں وہ اگر اپنے شوق سے سعادت کی خاطر اس میں کچھ حصہ لینا چاہیں تو ان کو اجازت ہے اور ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے بھی ذاتی طور پر اس میں تبرکاً کچھ حصہ ڈالا ہے مگر شرط وہی ہے کہ اگر جماعت ایک پیسہ بھی نہ دے تو لطف الرحمان صاحب انشاء اللہ اکیلے ہی اس مسجد کی تعمیر کریں گے اور جو روپیہ جماعت دے گی اسے مسجد میں ڈال کر باقی ضرورتیں انہی کی طرف سے پوری کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء دے اور جماعت میں ایسے مخلصین بہت پیدا فرمائے جو بڑے بڑے کاموں کو اکیلے سنبھال لیں۔

اس ضمن میں ایک عرض میں یہ کرنی چاہتا ہوں کہ جماعت کینیڈا کی مالی قربانی میں میں نے اس دفعہ بہت نمایاں فرق دیکھا ہے۔ اس پہلو سے کہ پہلے بعض اکیلے اکیلے ایسے لوگ جو متمول تھے وہ ان کی ضرورتیں پوری کر دیا کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ جماعت کا چندہ کافی ہو گیا۔ میں نے امیر صاحب کو چند سال پہلے توجہ دلائی تھی کہ ہمیں لوگوں کی ذات میں دلچسپی ہے نہ کہ مال میں دلچسپی۔ اگر سارے افراد جماعت مالی قربانی میں

پیش پیش نہ ہوئے تو بڑا بھاری نقصان ہے۔ چند عمارتیں مکمل ہونا یہ کوئی اخلاص کی نشانی نہیں، چند آدمیوں کے اخلاص کی نشانی ہے مگر جماعت محروم رہے گی اور اس کی دینی تربیت میں بھی فرق پڑے گا۔ اس لئے آپ یہ زور دیں کہ ہر فرد بشر مالی قربانی میں شامل ہو۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اس دورے میں بہت نمایاں فرق دیکھا ہے۔

اور ملاقات کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ملاقات کی جو فہرستیں تیار ہوتی ہیں ان میں میری ہدایت کے مطابق اس شخص کی مالی قربانی کا ذکر موجود ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے احباب تھے جو مالی قربانی میں معیار سے گرے ہوئے تھے، نسبت کے لحاظ سے بہت کم تھے لیکن ان کا بھی اخلاص بہرحال خدا تعالیٰ کے فضل سے بلند تھا۔ جس کو بھی میں نے توجہ دلائی اس نے بلا تاخیر وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی اس معاملے میں مجھے ان سے شکایت نہیں ہوگی۔ پس جماعت کینیڈا کا مالی نظام معلوم ہوتا ہے مستحکم ہو چکا ہے۔ اس ضمن میں جو غیر معمولی اخلاص سے خدمت کرنے والے لوگ تھے جنہوں نے شروع میں بہت بوجھ اٹھائے ان میں سے ایک ایسا ذکر ہے جو میں اپنے طور پر کر رہا ہوں۔ ان صاحب کی ہرگز خواہش نہیں ہوتی کہ ان کا نام بتایا جائے مگر ان کے کچھ ایسے حالات ہیں، بیٹے کی وفات کی وجہ سے غم کے حالات، کہ وہ خاندان آپ کی دعاؤں کا محتاج ہے۔ میری مراد چوہدری الیاس صاحب سے ہے۔ ان کے اندر ایک ایسی خوبی پائی جاتی ہے جو میں ہمیشہ چوہدری شاہنواز صاحب مرحوم کے متعلق بیان کرتا رہا ہوں۔ حضرت چوہدری شاہنواز صاحب کی ایک ایسی عظیم خوبی تھی، خاموش اور دکھاوے سے بالکل پاک، کہ جن لوگوں کو وہ اپنے کاموں میں تربیت دیتے تھے ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے کہ وہ اپنا الگ کام بنائیں اور کبھی بھی ان سے ادنیٰ سا بھی حسد محسوس نہیں کیا۔ چنانچہ جماعت میں بہت بڑے بڑے ایسے قربانی کرنے والے لکھ پتی، بعض اب کروڑ پتی ہو چکے ہیں، وہ سب چوہدری شاہنواز صاحب کی اس خوبی کا ثمرہ ہیں۔ اور میں ہمیشہ بڑی عزت کی نگاہ سے اس بات کو دیکھتا تھا کہ خود ہی امیر نہیں بلکہ دوسروں کو امیر بنانے کے لئے ایک دلی تمنا رکھتے تھے اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ آزاد ہو جاتا تھا۔ یہی خوبی الیاس صاحب میں بھی میں نے دیکھی ہے اور شروع سے ہی میری اس بات پر نظر تھی کہ یہ ایسے احمدی دوستوں کو تربیت دیتے رہے جن میں انہوں نے مادہ پایا اور تربیت دینے کے بعد ان کو اسی کام میں جو ان کا اپنا تھا آزاد چھوڑ دیا اور قطعاً ذرہ بھی رقابت محسوس نہیں کی۔ چنانچہ لطف الرحمان صاحب جن کا ذکر بارہا آچکا ہے وہ انہی کی اسی خوبی کا ثمرہ ہیں۔ شروع میں ان کو جو آئل فیلڈز وغیرہ کے معاملات میں یعنی تیل کے سرچشموں کو استعمال کرنے اور ان کی فنی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں چوہدری الیاس صاحب نے بہت کام کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے ایک اور مخلص دوست ہیں وسیم صاحب ان کو بھی چوہدری الیاس صاحب ہی نے بنایا اور وسیم نے بھی بعض ایسے کام خود اپنے ذمے لئے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت قربانی کا ایک مقام رکھتے ہیں۔ مشرقی یورپ میں مساجد کی تعمیر کے لئے انہوں نے پندرہ لاکھ ڈالر اپنی طرف سے پیش کئے اور اصرار کے ساتھ منوا کر چھوڑا۔ اس میں بھی شرط یہی تھی کہ دوسرے بھی جتنے دیں میں انکار نہیں کروں گا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے اب وہ رقم سب چندے ملا کر تیس لاکھ ڈالر سے بڑھ چکی ہے اور اسی قدر ہماری ضرورتیں بھی بڑھ چکی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے حیرت انگیز کام دکھا رہا ہے۔

اسی ضمن میں ایک اور بات بھی میں آپ کو بتاؤں کہ جو کتاب میری اس وقت زیر نظر ہے یعنی جس کا ذکر میں بار بار کرتا رہا ہوں وہ دراصل میری ساری زندگی کے حصول علم کا ایک خلاصہ ہے اور وہ خلاصہ آج کل کے زمانے کی ضرورتوں کے اوپر بعینہ اطلاق پاتا ہے۔ اس پر میں اس لئے زور دے رہا ہوں کہ اس کتاب کی طرف غیر معمولی توجہ کا سبب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر ہے جو میں آپ کے سامنے پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ میں سے جو بھی توفیق پائے اس کے اوپر پورا اترنے کی کوشش کریگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آج کل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے"۔

یہ وہ بنیادی بات ہے جس کے متعلق ضرورت تھی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے ان مضامین پر ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو دنیا کے اہل علم کو قرآن کی سچائی کا قائل کر سکے اور ان کے پاس جواب نہ رہے۔ یہ کام پہلے میں تحریک کرتا رہا ہوں کہ جماعت کے دوسرے مختلف اہل علم سنبھالیں لیکن غالباً ان کے بس کی بات نہیں تھی کیونکہ قرآن کا علم بھی ساتھ ہونا ضروری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عارفانہ کلام کا علم بھی ضروری ہے اور دنیا کے ان مضامین کا علم بھی ضروری ہے جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین لفظوں میں بیان فرما دیا۔ طبعی، طبابت اور ہیئت۔ یہ تین سائنسیں ایسی ہیں جو سائنس کے ہر مضمون پر حاوی ہیں۔ پس آپ نے فرمایا ان پہلوؤں سے جو اعتراض وارد ہوتے ہیں لازم ہے کہ ان کا جواب دیا جائے" اس لئے لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں"۔

اب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک احسان رہا ہے مجھ پر کہ باوجود اَن پڑھ ہونے کے ان علوم کی طرف بچپن ہی سے مجھے توجہ رہی ہے۔ اور ہمیشہ جب بھی کسی رسالے میں یا کسی کتاب میں ایسے علوم جو سائنس کی گہرائیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے جیسے کم علم آدمی کے لئے بظاہر ان کا سمجھنا ممکن نہیں تھا، مگر اگر دلچسپی ہو تو سائنس کے علوم بہت گہرائی سے سمجھ آتے ہیں، پس ہمیشہ سے مجھے دلچسپی رہی اور اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ ان علوم کی گہرائی تک اترنے میں میں نے صرف کیا لیکن علم نہیں تھا کہ کیوں ایسا کر رہا ہوں۔ اب جب یہ کتاب لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں حیران ہوا کہ وہ ساری باتیں جو میں نے چالیس چالیس سال پہلے پڑھی ہوئی تھیں ان سب کی مجھے ضرورت تھی۔ پس ساری زندگی کے میرے علم کی جستجو کا یہ ماحصل ہے اور اس پہلو سے مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ جب بھی کسی متعلقہ حصے کو اس علم کے ماہر کو دکھایا گیا اس نے کبھی اس پہ ایسا اعتراض نہیں کیا کہ تم اس کو سمجھ نہیں سکے، اصل مراد کچھ اور تھی۔

بہرحال اس کتاب کے متعلق میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ ؎

"سپردم بہ تو مایۂ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را"

کہ اے اللہ تیرے سپرد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک خواہش کا اظہار ہے، ایسا اظہار ہے جو دنیا پر قرآن کی برتری کو ثابت کرنے والا ہے اس لئے اگر کچھ کمزوری ہو گئی ہے اور ہوئی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس سے صرف نظر فرمائے اور آئندہ اسے بہتر بنانے کی توفیق ملے۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ جو بیان کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ مجھے یہ خواہش ہوا کرتی تھی کیونکہ یقین تھا کہ دنیا کو اس کتاب کی ضرورت ہے کہ اگر مجھے ایک لاکھ ڈالر مل جائے تو اس کی وسیع اشاعت کے لئے اور غیروں تک، ماہرین تک اس کتاب کو پہنچانے کے لئے مجھے بہت اچھی ابتداء مل جائے گی یعنی آغاز اس کا اچھا ہو جائے گا۔ اور اپنی اس خواہش کا کبھی نہ کسی سے ذکر کیا، نہ ارادہ تھا لیکن کل آتے ہوئے موٹر میں ایک خط میرے نام تھا لطف الرحمان صاحب کا، اس میں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے والدین کی طرف سے اور اپنی طرف سے ایک لاکھ ڈالر اس طبع ہونے والی کتاب کے لئے پیش کروں۔ اب ایک لاکھ ڈالر کا ویسے تو عدد ایسا ہے جس کی خاص ذکر کی ضرورت نہیں تھی، جماعت ماشاء اللہ اب کروڑوں سے اربوں میں پہنچ رہی ہے۔ مگر یہ ایک لاکھ ڈالر مجھے بہت پسند آئے کیونکہ ایک خواہش کا اظہار تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اس طرح پورا فرمایا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک رنگ میں ایک غیبی تائید بھی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ اب جلد، بہت جلد یہ کتاب طبع ہو کر سامنے آجائے گی۔ اس ضمن میں کل ہی مجھے ایک کتاب ملی ہے جو رفیع صاحب جو کیلیفورنیا سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے بھیجی ہے۔ میرے علم میں قطعی طور پر یہ نہیں آسکے وہ کون سے رفیع صاحب ہیں مگر ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں اور انہوں نے کتاب بھیجی ہے جس کا عنوان ہے Darwin's Black Box یعنی ڈارون کا کالا بکس اور یہ 'میکائیل جے بے ہے' کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس کتاب کا تعلق اسی مضمون سے ہے جو میری کتاب کے مضمون کا ایک حصہ ہے۔ یعنی ساری کتاب سائنس سے تعلق نہیں رکھتی، محض ایک حصہ ہے جو تعلق رکھتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اس پہلو سے شہرت پا چکی ہے۔ مگر میں رفیع صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ کا شکریہ۔ میں نے عمداً ایسی تمام کتابیں نہیں پڑھیں، ایک بھی نہیں پڑھی کیونکہ میں لوگوں کی محنت سے فائدہ اٹھانا یا ان کی محنت چرانا نہیں چاہتا تھا۔ اور خاص طور پر قرآن کے ساتھ تعلق کے لئے کتاب تھی اس لئے جو کچھ مجھے ذاتی طور پر قرآن اور سائنس میں رابطہ محسوس ہوا وہی میں نے لکھا ہے۔ اس معاملے میں ڈاروینین ازم کے

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

خلاف بہت کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن میں نے ان میں سے ایک بھی عمداً نہیں پڑھی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ان کی ایک طرز عمل اپنی سی ہوگی اور اس کتاب میں جو طرز عمل اختیار کی گئی ہے وہ بالکل اپنی سی ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جب یہ کتاب طبع ہوگی تو رفیع صاحب بھی اسی نتیجے پر پہنچیں گے۔ بہر حال نتیجہ کچھ بھی ہو یہ خالصۃً للہ ایک کوشش ہے اور میں امید رکھتا ہوں کو اس کے نتیجے میں ضرور علمی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوگا یا ہیجان برپا ہوگا۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کینیڈا کے تاثرات ہیں ان میں سے ایک تاثر منفی بھی ہے۔ مالی لحاظ سے خدا کے فضل سے جماعت نے بہت ترقی کی ہے جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں لیکن تربیت کے لحاظ سے ابھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ مجھے جو خاندانوں سے ملاقات کے فائدے پہنچتے ہیں ان میں ایک یہ فائدہ بھی ہے کہ میں نوجوان بچیوں اور بچوں کے آثار سے اندازہ لگا لیتا ہوں کہ ان کا رخ کس طرف ہے۔ اس دفعہ جو خاندانی ملاقاتیں ہوئی ہیں ان میں خصوصاً احمدی بچیوں کی طرف سے میرے دل کو بہت دکھ پہنچا ہے کیونکہ ان کی طرز ہی ایسی تھی جیسے وہ باہر کا راستہ اختیار کر چکی ہیں۔ ان کی سجاوٹ، سج دھج اور لباس کی طرز اور پھر بے پردگی، یہاں تک کہ سر سے پلو ڈھلکتا تھا تو ماں توجہ دلاتی تھی کہ اس شخص کے سامنے نہ کرو۔ یعنی گویا باہر ویسے پھرتی رہو کوئی اعتراض نہیں مگر میرے سامنے سر ڈھانپ کر بیٹھو۔ یہ درست طریق نہیں ہے۔ یہ حقیقت میں تقویٰ کے خلاف بات ہے۔ جس حالت میں آپ ہیں اسی حالت میں میرے سامنے آئیں۔ معمولی ادب واحترام اپنی جگہ ہوا کرتا ہے لیکن اس قسم کے سر ڈھانکنے سے بات نہیں ڈھک سکتی۔ جو حقیقت ہے وہ تو مجھ پر فوراً ظاہر ہو جاتی ہے۔ نظر ڈالتے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ یہ بچیاں ہماری رہی بھی ہیں کہ نہیں۔ غیروں کی تو نہیں ہو چکیں۔ اور افسوس کی بات ہے کہ ماں باپ کو بچپن سے ہی ان کے حالات دیکھنے کے باوجود اس طرف توجہ نہیں ہوئی اور یہی کافی سمجھتے رہے کہ دینی علم نہ سہی، دنیاوی علم میں بڑی ترقی کر رہی ہیں اور بڑی سمارٹ ہیں اور سکول و کالج میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔

یہ درست ہے کہ ہر جگہ پردے کو انتہائی شدت سے نافذ نہیں کیا جا سکتا لیکن **دوسری تہذیب سے متاثر ہو کر اگر آپ اپنی اعلیٰ اقدار کو چھوڑ دیں اور اپنی بچیوں اور بچوں کو غیروں کی طرف جانے دیں تو آپ کا مستقبل لٹ جائے گا، کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔** سکھوں سے فائدہ اٹھایئے۔ دیکھو سکھوں کی پہلی نسل نے اپنی قدیم روایات کو مضبوطی سے پکڑا ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی کہ ان کی پگڑیاں اور ان کی ڈاڑھیاں ان کے متعلق دنیا پہ کیا تاثر پیدا کرتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ساری دنیا اس پہلو سے ان کی عزت پر مجبور ہے اور کبھی کسی جگہ بھی ان کو قدامت پسند نہیں سمجھا گیا۔ انہوں نے اپنا مقام پیدا کر لیا ہے معاشرے میں۔ لیکن ان کے بعد کی جو نسلیں ہیں، ایک نسل چھوڑ کر دوسری نسل وہ اس پہلو سے بزدلی دکھا گئیں۔ اب اگر آپ ان کی نسلوں کے بچوں کو یہاں دیکھیں تو کچھ بھی انہوں نے ماضی کا باقی نہیں رہنے دیا۔ بظاہر صرف پگڑی اتاری ہے اور ڈاڑھی مونڈی ہے مگر اس روایت نے ان کی اعلیٰ اخلاقی اقدار اور دیگر ایسی خوبیوں کو جس کے ذریعہ سے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی دولت کمانے کے اہل تھے ان کو ملیا میٹ کر دیا ہے۔

بعض روایتیں پکڑنی چاہئیں۔ اس پہلو سے کہ وہ ہمارے اندرونی کردار کی حفاظت کرتی ہیں۔ اس پہلو سے لباس بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر لباس ایسا ہو کہ جیسا معاشرے میں غیر ذمہ دار لوگوں کا لباس ہوا کرتا ہے تو اس تھوڑے سے فرق کے نتیجے میں بھی آپ کی تمام سابقہ روایات ملیا میٹ ہو سکتی ہیں۔ پس یہ پہلو ایسا ہے جس میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر وینکوور کا یہ حال ہے تو ٹورانٹو کا بھی ایسا ہی ہوگا اور باہر سے آنے والے دوسرے لوگوں کے اوپر اسی بیماری نے حملہ کیا ہوگا۔

بعض جگہ میں نے دیکھا اور سمجھایا بھی ایک دفعہ پھر اب میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ طریق درست نہیں ہے۔ یہ دین کے لحاظ سے بہت نقصان دہ ہے۔ آپ غیروں کو تو اپنی طرف کھینچیں یعنی آپ میں سے وہ جو اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حامل ہیں، جتنا چاہیں غیروں کو کھینچیں اگر اپنے بچے ہاتھوں سے نکل رہے ہوں تو کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ آپ کی نسلیں برباد ہو جائیں گی۔ آج نہیں تو دو دہاکوں کے اندر آپ کچھ اور کیفیت پائیں گے۔ ایسے احمدیوں سے ہمیں ایک ذرہ بھی دلچسپی نہیں جو اس طرح باہر کی طرف بے لگام دوڑے پھرتے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے بنیادی کمزوری نفسیاتی کمزوری ہوا کرتی ہے۔ **اگر آپ کسی غیر معاشرے سے متاثر ہو جائیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ ایک غالب معاشرہ ہے تو وہیں اس بات کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ آپ کی اقدار نے زندہ رہنا ہے کہ نہیں۔** پھر رفتہ رفتہ آگے بڑھیں یا تیزی سے آگے بڑھیں یہ محض وقت سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ حقیقت میں ایک دفعہ کسی کا دل نفسیاتی دباؤ میں آجائے اور یہ سمجھ لے کہ غیر اقدار ہم سے زیادہ اعلیٰ اور زیادہ پسندیدہ اقدار ہیں تو وہیں ان کا دین ختم۔ پھر آگے وقت کی بات ہے کہ کتنی دیر میں ہلاکت کی طرف سفر مکمل ہوگا۔ مگر وہ قدم ہمیشہ بیرونی سمت میں اٹھتے چلے جاتے ہیں پھر ان کی واپسی کم دیکھی گئی ہے۔

اس لئے سب سے پہلے نفسیاتی طور پر خودداری پیدا کریں۔ اور اپنے خاندانوں کو یہ سمجھائیں کہ تمہاری اقدار ذلت کے ساتھ دیکھنے والی اقدار نہیں ہیں بلکہ عزت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے والی اقدار ہیں۔ بعض ماں باپ سمجھتے ہیں کہ اب ان بچیوں کو کیسے ہم پردہ کروائیں، برقعہ اوڑھائیں۔ برقعے کی بات تو بہت دور کی بات ہے میں ان سے یہ کہا کرتا ہوں کہ جب باہر نکلیں تو قرآن کی بنیادی تعلیم پر عمل کریں۔ جو خدا تعالیٰ نے ان کو خوبصورتی عطا فرمائی ہے اس کو دکھائیں تو نہ۔ اس کو دکھا کر لوگوں کی توجہ اپنے بدن کی طرف کیوں پھیرتی ہیں۔ یہ ایک قسم کی پیشکش ہے کہ آؤ اب مجھے چھیڑو۔ آؤ مجھے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اکثر ایسی بچیاں پھر وا قعتاً عملاً اپنے آپ کو غیروں کے لئے پیش کر دیا کرتی ہیں کیونکہ غیروں کی لالچ کی نظر ان پر پڑتی ہے اور لالچ کی نظر ڈالنے والے سو ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور پھر آخر ان بچیوں کو جیت جایا کرتے ہیں۔ تو یہ ایک بہت خطرناک بات ہے جس کو آپ یعنی مائیں معمولی سمجھ رہی ہیں۔ اگر برقعہ نہیں اوڑھا سکتیں تو ان کو یہ بتائیں کہ تم اپنے جسم کی اور اپنے حسن کی حفاظت کرو۔ ایسا لباس اوڑھو جس کی وجہ سے غیر کو دلچسپی پیدا نہ ہو۔ اگر ننگا یہاں کا لباس لے کے نکلیں گی تو لازماً غیروں کی نظر اپنی طرف کھینچیں گی۔

دوسرا ان کو یہ سمجھانا چاہئے کہ اردگرد کی دنیا بالکل بے حقیقت اور بے معنی چیز ہے۔ جو بدنی دلچسپیاں ہیں انہوں نے قوم کو تقریباً ہلاک کر دیا ہے۔ سب سے خطرناک بیماریاں، غلیظ گندی بیماریاں اس قوم میں اس کثرت سے پھیل رہی ہیں کہ آپ ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ ایسے بعض خاندان جنہوں نے اس بات کی پروا نہیں کی ان کو یہ بیماریاں لاحق ہوئیں اگرچہ بہت کم، لیکن سمجھ آجاتی ہے کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ چند دن کی زندگی ہے یہ عیش و عشرت کی۔ اس کے بعد ان کے بڈھے ہسپتالوں میں جان دیتے ہیں یا اولڈ پیپلز ہوم (Old Peoples Homes) میں جا کے جان دیتے ہیں۔ دس پندرہ سال کا کرشمہ ہے بس اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ اور جب واپسی ہوگی تو سخت حسرت کے ساتھ واپسی ہوگی، کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ اور واپسی ضرور ہے لازماً ہم سب نے اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اور سب کچھ گنوا کر، کھو کر اگر حاضر ہوئے بھی تو پھر آئندہ دنیا میں یہاں کی زندگی کے عمل کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔ اگر کام آئیں گے تو منفی صورت میں کام آئیں گے۔

پس اس پہلو سے میں ایک دفعہ پھر آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ **تربیت کی طرف پوری توجہ کریں اور امیر صاحب کینیڈا کا فرض ہے کہ وہ ہر جگہ تربیتی کمیٹیاں مقرر کریں۔ وہ گہرا تجزیہ کریں اور محض ظاہری طور پر یہ توجہ نہ دلائیں کہ جی برقعہ اوڑھو، پردہ کرو بلکہ دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔** یہ تبدیلیاں پیدا کرنے میں MTA بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کا ہم نے انگلستان میں عملاً تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ شروع میں بعض شہروں میں بڑی کثرت کے ساتھ ایسے گھر تھے جن میں MTA کا انٹینا نہیں لگا ہوا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں کچھ بھی نقصان نہیں ہے۔ صرف چند ایک تھے۔ اللہ تعالیٰ جزاء دے انصار اللہ کے اس وقت کے صدر صاحب کو انہوں نے یہ مہم اپنے ذمہ لی اور اس سکیم کو کامیاب کرنے کے لئے کچھ قرضے بھی ان کو میں نے مہیا کئے۔ ہر شہر، ہر گھر میں MTA کا انٹینا لگ جائے اور اللہ کے فضل سے بڑی بھاری اکثریت کے گھروں میں یہ انٹینے لگ چکے ہیں اور ان کے خاندانوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ ان کے بڑے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بھی اور ان کے بچے بھی جن کا کوئی بھی جماعت سے تعلق نہیں تھا بے اختیار جماعت کے اوپر الٹے پڑتے ہیں۔ اب یہاں بھی کل آپ نے وہ نغمہ سنا تھا جو غالباً "سر دم سارا پھی پھی اے" وہ یہاں کی بچیوں نے MTA سے سیکھا تھا اور اس کا بہت اچھا اثر طبیعت پہ پڑا۔ لیکن یہ ایک واقعہ نہیں امریکہ میں میں نے بارہا دیکھا کہ وہاں MTA کا اس سے بھی زیادہ گہرا اثر پڑ چکا ہے اور بچیوں کی کایا پلٹ گئی ہے۔ وہ بیرونی دنیا کو چھوڑ کر جماعت کے اندر کی طرف سفر اختیار کر چکی ہیں۔

تو تربیت محض یہ کہنے سے نہیں ہو گی کہ اچھے کام کیا کرو، برے کام چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نصیحت سے بعض دفعہ طبیعتیں اور بھی متنفر ہو جاتی ہیں۔ **تربیت کیلئے حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ عقل سے کام لیں اور بچوں کے دلوں میں وہ ہیجان پیدا کریں جو ہیجان انکو واپس خدا کی طرف کھینچ لائے۔** اگر ایسا کرنے میں آپ کامیاب ہو جائیں جو مشکل کام نہیں رہا اور MTA اس میں انشاء اللہ آپ کی مددگار ہو گی تو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں فرق پڑے گا۔ اس کا ایک تجربہ میں نے اپنی ملاقاتوں کے دوران کر کے دیکھا۔ جن بچوں یا بچیوں کے متعلق محسوس ہوا کہ وہ گویا ہمارے نہیں رہے، ان سے ضمناً میں نے پوچھا کہ MTA بھی آپ کبھی دیکھتے ہیں تو جواب ملا کہ ہمارے گھر میں ہے ہی نہیں۔ صاف پتہ چلا کہ MTA کے ہونے اور نہ ہونے کا ایک فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو تربیت کی توفیق بخشے۔

تبلیغ کی طرف توجہ دینے کی بھی بہت ضرورت ہے مگر اس تربیتی حالت میں آپ کیا توجہ دیں گے۔ جب تک تربیت کی حالت بہتر نہ ہو لوگوں کو ایسے گھروں میں داخل کرنا جو خود بے دین ہو رہے ہوں ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ **جماعت کی تربیت مضبوط کریں اور وہ مضبوط تربیت اپنی ذات میں ایک غیر معمولی کشش کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچے گی۔ آج تبلیغ کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اپنے اندر روحانی عادات پیدا کریں۔ اللہ سے تعلق اور محبت پیدا کریں اور وہ ایک ایسی کشش ہے جس کا مقابلہ بیرونی دنیا نہیں کرسکتی۔** وہ کشاں کشاں چلے آئیں گے اگر آپ کے اندر وہ خدائی علامات دیکھیں گے۔ پس صرف بچوں کی تربیت کی طرف نہیں اپنی تربیت کی طرف بھی پہلے سے بڑھ کر توجہ کریں۔

جس ہومیوپیتھی کتاب کا میں ذکر کرتا رہا ہوں اس سلسلے میں کینیڈا کے سفر کا میرا خیال ہے ساری دنیا پر یہ احسان ہو گا کہ اس سفر میں مجھے یہ کتاب پہلی دفعہ دیکھنے اور پڑھنے کی توفیق ملی۔ ایک خطبے میں میں نے کہا تھا کہ سید عبدالحی صاحب ناظر تالیف و تصنیف انشاء اللہ اس کی درستی کر سکیں گے۔ مگر مجھے اس وقت علم نہیں تھا کہ اس میں کون سی چیزیں ایسی ہیں جن کی درستی مطلوب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنی خوفناک غلطیاں ہیں اور ایسی خوفناک علمی غلطیاں بھی ہیں جو لفظ "نہ" کے ہونے یا نہ ہونے سے (یعنی کسی چیز کے اثبات کی بجائے نفی استعمال ہو گئی ہے) بات کچھ کی کچھ بن گئی ہے۔ میں تو حیران ہو کے دیکھتا ہوں جماعت احمدیہ کو کہ محض اس لئے کہ مجھے تکلیف نہ ہو مجھے اطلاع تک نہیں دی کہ اتنی خوفناک غلطیاں اس کتاب میں ہیں۔ بہت سے ایسے مضامین ہیں جو مجھے بھی سمجھ نہیں آرہے تھے کہ میں نے کب کہے تھے، ان کا مطلب کیا ہے۔ اس میں مجھے بہت وقت لگا، بہت غور سے بار بار پڑھا پھر سمجھ آئی کہ او ہو غلطی اس وجہ سے ہوئی ہوئی ہے۔ لیکن صرف یہی غلطی نہیں عام زبان کی غلطیاں بھی بے شمار ہیں۔ اس لئے ناممکن ہے کہ سید عبدالحی صاحب ہوں ان کی کوئی اور علماء کی ٹیم جو اس کتاب کو ٹھیک کر سکے۔ لکھنے والوں نے یہ ظلم کیا ہے کہ مجھے یہ کہا کہ دہرائی بھی

MUSLIM TV AHMADIYYA
SATELLITE WAREHOUSE
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

بہترین ہو گئی ہے کوئی غلطی باقی نہیں رہی۔ بولنے کی اردو کو لکھنے کی اردو میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جو ہرگز نہیں کیا گیا نہ ان سے کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی جماعت اس کتاب کے انداز کو سمجھ سکتی تھی اگر میں دوبارہ اس کا مطالعہ نہ کرتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ میں اب آپ کو بتاؤں کہ اس سفر کے آخری چند دن میں مجھے چلتے پھرتے راتوں کو، دن کو سفر میں اس کتاب کے دوبارہ مطالعہ کی توفیق ملی ہے اور اس کی جو درستیاں کرنی پڑی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں کہ غلطیاں جگہ کیسے پا گئیں۔ اردو بھی نہایت غلیظ، 'تھی' کی بجائے 'تھا' لکھا ہوا ہے۔ 'ہیں' کی بجائے 'ہے' لکھا ہوا ہے اور اس کثرت سے یہ غلطیاں ہیں کہ ہر صفحے پر آپ کو نظر آئیں گی۔ لکھنے والوں نے جو مجھے خط لکھتے ہیں انہوں نے، اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس فائدے کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ جزاک اللہ۔ آپ نے بہت اچھا کام کیا اور بعض ہومیوپیتھ بھی بڑے اچھے اچھے بن گئے ہیں۔ لیکن یہ غلطیاں اپنی جگہ موجود ہیں۔ میرے دل میں کئی دفعہ یہ خواہش اٹھی کہ کوئی تو مجھے یہ لکھ دیتا کہ "رکھ چھوڑا ہے ان عقدوں کا حل آپ کے لئے"۔ یہ عقدے میرے سوا کوئی حل کر ہی نہیں سکتا تھا۔ میں نے لکھی، مجھے پتہ ہے میں کیا لکھنا چاہتا تھا۔ اور چند باتیں جو اس ضمن میں مجھے بیان کرنی ضروری ہیں وہ یہ ہیں کہ آپ اس کا سٹائل سمجھیں ورنہ آپ اس کو غیر معمولی باتوں کو دہرانا سمجھیں گے۔ جب میں نے یہ لیکچرز کا سلسلہ شروع کیا تو میری ہومیوپیتھی کلاس میں حاضر ہونے والے مردوں اور عورتوں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں کچھ بھی ہمارے پلے نہیں پڑے گا، ہمیں سمجھ آ ہی نہیں سکتی اور اگر سمجھ نہیں آرہی تو ہم آ تو جائیں گے مگر فائدہ کیا۔ ان سے میں نے کہا کہ میں ایک بالکل نئی طرز میں یہ لیکچر زدوں گا جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیئے گئے۔ اور اس طرز میں آپ کے دماغ پر ذرہ بھی بوجھ نہیں ہو گا کہ آپ ان باتوں کو سنیں اور پھر یاد کرنے کے لئے رٹیں۔ آپ بے تکلفی سے کہانی کی طرح ان باتوں کو سنتے رہیں۔ اس وجہ سے اس کتاب میں ایک نئی چیز پیدا ہوئی جو اس سے پہلے کبھی کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئی۔

شروع ہی سے میں نے ان باتوں کو جن کو میں سمجھتا تھا کہ دہرائے بغیر وہ دلوں میں بیٹھ نہیں سکتیں بار بار دہرانا شروع کیا اور سننے والوں کے اوپر ان کا بوجھ کم کرنے کے لئے ان کو دہرایا گیا ہے۔ اس وجہ سے جو بھی کوئی پڑھے گا وہ اسے تکرار نہ سمجھے بلکہ اصرار سمجھے۔ بعض باتوں پر اصرار کیا گیا ہے جب تک وہ بار بار سنی نہ جائیں یا پڑھی نہ جائیں از خود یاد نہیں ہونگی۔ پس آپ گزرتے چلے جائیں گے اور آپ کے دل میں از خود ہومیوپیتھی کا مضمون بیٹھتا چلا جائے گا۔ اور دوسری بات اس میں اب دہرائی کے دوران میں نے یہ محسوس کی ہے کہ شروع کے ایک دو ابواب میں ہی دراصل ساری کتاب کا خلاصہ آچکا ہے۔ کیونکہ جب بھی کسی بیماری کا ذکر ہوا۔ مثلاً مرگی کا تو اس کے متعلق وہ دوا جو مرگی سے تعلق میں تھی اس کو سمجھانے کی خاطر وہ ساری دوائیں بیان کیں جو مرگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان کا فرق کیسے کیا جائے، کیوں ایک کو چنا جائے، کیوں دوسری کو چھوڑ دیا جائے۔ پیاس کا میں نے ذکر کیا تھا کہ ذکر ہی کوئی موجود نہیں حالانکہ کتاب میں اس تفصیل سے ذکر ہے کہ بعض باتیں خود میرے لئے بھی علم میں اضافہ بنیں، دوبارہ دیکھنے سے یاد آگئیں کہ پیاس کئی قسم کی ہے۔ منہ خشک ہوتا ہے، منہ گیلا ہو پھر بھی پیاس لگتی ہے، پیاس بجھنے میں ہی نہیں آتی، تھوڑے تھوڑے پانی کی پیاس، زیادہ پانی کی پیاس، اس کا جگر سے کیا تعلق ہے، دل سے کیا تعلق ہے، معدے سے کیا تعلق ہے، کون کون سی دوائیں اس میں کام آتی ہیں۔ وہ ساری دوائیں جو بعد میں بیان کرنی تھیں وہ شروع میں بیان کر دی ہیں اور بیان کرتا چلا گیا ہوں۔ اتنی دفعہ بیان کی ہیں کہ پڑھنے والا اگر پڑھتا چلا جائے اور دماغ پر زور نہ دے تو اس کے پہلے دو ابواب پڑھ کر ہی ایک اچھا بھلا ہومیوپیتھ ڈاکٹر بن سکتا ہے کیونکہ آئندہ آنے والی دوائیں انہی ابواب میں مذکور ہیں، ان کی تفریقی علامتیں اسی کتاب میں موجود ہیں۔

پس اب جو مجھے ملاقات کے وقت لوگ کہتے رہے ہیں میں نے ان کو یہی جواب دیا کہ آپ انتظار کریں اس کو چھپنے دیں تو آپ خود ہی خواہ ساری کتاب نہ بھی پڑھیں چند ابواب پڑھ لیں وہی آپ کے لئے بہت بہتر ہیں۔ جتنے مریض بھی میرے سامنے اس ملاقات کے دوران آئے ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جن کے متعلق اس کتاب کے ان ابواب میں ذکر موجود نہ ہو جو میں دوبارہ دیکھ چکا ہوں۔ اس وقت تک خدا کے فضل سے دو سو صفحات کی میں دہرائی کر چکا ہوں اور امید ہے کہ واپس پہنچتے پہنچتے اڑھائی سو کم سے کم صفحات ہیں جن کی دہرائی ہو چکی ہو گی۔ ان کو اگر ہم شائع کروانا شروع کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ شائع کرنے کے بعد آپ پہلی سے موازنہ کر کے دیکھیں گے تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ لیکن اس ضمن میں ایک خوشخبری بھی ہے۔ وہ خوشخبری یہ ہے کہ ایک صاحب نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میرا نام ظاہر نہ کیا جائے مگر اگلی کتاب جو تصحیح شدہ ہو گی اس کا سارا خرچ میں دوں گا تاکہ آپ کے دل پہ یہ بوجھ نہ ہو کہ پہلی کتاب پہ لوگوں نے خواہ مخواہ پیسے خرچ کئے۔ جو بھی اپنی پہلی کتاب آپ کو واپس کرے آپ اس کو مفت یہ کتاب دے دیں۔ تو اب یہ بات بھی میرے دل سے اٹھ گئی، اس کا بوجھ بھی میرے دل سے اٹھ گیا کہ جو بے چارے پہلے خرید بیٹھے ہیں ان کا کیا بنے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو نئی تصحیح شدہ کتاب اس شرط کے

ساتھ ملے گی کہ پہلی واپس کر دیں۔ جو پہلی ہے چاہے ہم اس کو بھاڑ میں ڈالیں یا کسی اور بے چارے کو دے دیں جس کے پاس خریدنے کی طاقت نہیں کہ زور مارو اور دیکھو جتنا فائدہ بھی پہنچے اتنا ہی بہتر ہے۔ مگر بہر حال یہ بھی ایک کینیڈا کے سفر کا فائدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں پہنچا ہے۔

اب میں ایک اور معاملے کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں وہ گیمبیا کی تازہ ترین صورت حال ہے۔ اور اس سلسلہ میں جماعت کو تسلی دینا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دو خطبات میں میں گیمبیا کا ذکر کر چکا ہوں کہ کس طرح یہ صورت حال پلٹا کھاتی رہی ہے۔ کبھی اونچی کبھی نیچی، کبھی ایسے آثار ظاہر ہوئے کہ گویا سب مسائل حل ہو گئے اور حکومت گیمبیا اب پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ جماعت کی ہر نیک کوشش میں ممد و معاون ہو گی، کبھی عملاً ان کی دورخی کہ جماعت کے امیر کو جو چٹھی لکھی ہے کہ ہمارے یہ فیصلے تھے وہ ان تمام فیصلوں کے برعکس جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر دنیا کو بتائے گئے۔ اس قسم کی ایسی چالیں چلتے رہے ہیں یہ لوگ کہ اس کا طبیعت پر بہت اثر تھا۔ اور ایک خطبے میں میں نے غالباً یہ بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سخت بے چینی کے بعد الیس الله بکاف عبده کی خوشخبری دی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اب انشاء اللہ گیمبیا کے حالات پلٹیں گے۔ تو جونہی اس مولوی نے مباہلہ قبول کیا ایک ہفتے کے اندر اندر مباہلہ اس پر ٹوٹ پڑا اور وہ حالات بدلے جن کا میں نے پہلے خطبہ میں ذکر کیا تھا۔ اب یہ عجیب بات ہے یہیں کینیڈا میں دوبارہ مجھے ایک تجربہ ہوا۔ جب ان کے واپس بدلنے کی اطلاع ملی اور پھر پریشانی شروع ہوئی تو پھر ایک بے قراری کی رات کاٹی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کی توجہ دلائی جیسے کوئی یہ کہہ رہا ہو کہ شرم کرو تمہیں بتایا نہیں ہوا تھا کہ الیس الله بکاف عبده۔ چنانچہ ایک رات مغرب کی نماز میں پہلی دفعہ ایک حیرت انگیز غلطی اور اصرار کے ساتھ غلطی ہوتی رہی کہ "الیس الله باحکم الحاکمین" کہنے کی بجائے میں الیس الله بکاف عبده پڑھتا رہا اور سارے نمازی مجھے بار بار کہتے رہے کہ " الیس الله باحکم الحاکمین"۔ مگر الیس الله بکاف عبده کے سوا زبان پر کچھ نہیں چڑھتا تھا۔ جب نماز ختم ہوئی تو پھر مجھے سمجھ آئی کہ اللہ تعالیٰ مجھے شرمندہ کر رہا ہے کہ تمہیں کہا جو تھا، کیوں یاد نہیں رہا۔ اور اس واقعہ کے چند دن کے اندر اندر بوجنگ صاحب کو وزارت مذہبی امور سے ہٹا دیا گیا۔ اگرچہ دوسرا شعبہ ابھی ان کے پاس ہے۔ مگر جو سب سے زیادہ جماعت سے تعلق رکھنے والا شعبہ تھا مذہبی امور کا، اس سے ہٹا دیا گیا ہے۔ تب مجھے سمجھ آئی کہ یہ کیوں خدا تعالیٰ مجھے تسلی دلوا رہا تھا۔ اور جماعت کو یہ خوشخبری ہو کہ اس کے نتیجے میں وہاں حالات اب پھر پلٹا کھا رہے ہیں۔ لیکن یہ میرا وعدہ ہے کہ جب تک عزت کے ساتھ اور جماعت کے مفاد میں ضروری نہ سمجھا گیا اس وقت تک ہمارا کوئی کارندہ واپس نہیں جائے گا۔ جائیں گے تو لازماً یہ یقین کر کے کہ وہ لوگ ہم سے کھیل نہیں کھیلیں گے اور اس کے نتیجے میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ تو اس سلسلے میں بھی دعائیں کر رہا ہوں، آپ بھی دعا کریں اور جن جماعتوں نے مجھے مختلف مشورے بھجوائے تھے ان کے مشوروں میں آپس میں تضاد بہت ہے، اتنا حیرت انگیز تضاد ہے بڑی بڑی جماعتوں میں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ کچھ لوگ ہیں وہ کہتے ہیں، مثلاً اس میں کینیڈا کی امارت بھی شامل ہے، کہ گیمبیا کی شرطوں پر ایک شخص کو بھی واپس نہیں بھیجنا چاہئے کیونکہ وہ ہم سے کھیل کھیلیں گے اور ہمیں اس کا نقصان پہنچے گا۔ کچھ ممالک افریقہ کے مثلاً غانا کا ملک ہے انہوں نے لکھا ہے کہ اس کی ہر شرط پر بھیجنا ضروری ہے تاکہ وہاں کے عوام میں وہ زیادہ گہرا اثر ڈال سکیں اور اپنے اداروں پر قبضہ کر سکیں۔ اور افریقہ ہی کے ایک دوسرے بڑے ملک نائجیریا کی رائے یہ ہے اور اسی طرح تنزانیہ کی کہ ہرگز کسی کو وہاں بھیجنا نہیں چاہئے وہ شریر لوگ ہیں۔ انہوں نے وعدہ خلافی کی ہے اس لئے اب ان کو اسی حال پر رہنے دیا جائے جب تک وہ ہماری بات نہ مانیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پہلے تو ان آراء کو بھجوا کر انتظار کر رہا تھا کہ سب کی رائے اکٹھی معلوم ہو جائے لیکن اس دوسرے تجربہ کے بعد سمجھتا ہوں کہ ان کی جو بھی رائے ہو یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور انشاء اللہ اسی کی راہنمائی کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ جانا بہتر ہے یا نہ جانا بہتر ہے اس کے متعلق فیصلے بعد میں کئے جائیں گے۔

اس وقت تو ہم گیمبیا کی حکومت کے اس خط کے رد عمل کا انتظار کر رہے ہیں جو میں نے اس حکومت کے نام لکھوایا ہے۔ اور ان کو صاف کہا ہے کہ جو تم نے پہلے اعلان کئے تھے اگر وہ تمہاری کیبنٹ کے فیصلے نہیں تھے تو پیشتر اس کے کہ میں کوئی فیصلہ کروں تم پر لازم ہے کہ نیا اعلان کرو اور کہو کہ ہم نے جھوٹ بولا تھا یا غلط کہا تھا اور اصل فیصلے یہ ہیں جو اس کیبنٹ میں ہوئے تھے۔ یہ اگر تم کر دو تو پھر ہم سوچیں گے کہ آپ ہی کی شرطوں پر ان خدمت کرنے والوں کو واپس بھیجیں یا نہ بھیجیں۔ اس کا کوئی جواب ان سے بن نہیں پڑ رہا۔ مشکل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جب تک اس کا واضح جواب نہ آئے ایک اور طریق میں نے یہ اختیار کیا ہے کہ ایک بین الاقوامی وفد تیار کیا ہے اور گیمبیا کی حکومت کو اطلاع کی ہے کہ یہ وفد جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں آپ سے ملے گا۔ اس میں کینیڈا کا نمائندہ بھی شامل ہوگا، امریکہ کا بھی ہوگا اور بعض افریقی ممالک کے خصوصیت سے نمائندے ہوں گے تو وہ افہام و تفہیم کے بعد مجھے جو مشورہ دیں گے انشاء اللہ اسی پر عمل کروں گا۔ تو معاملہ ابھی لٹکا ہوا ہے، گومگو کی حالت میں ہے اور میں سارے احباب جماعت کو درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اس ضمن میں اب میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ جو یہاں تشریف لائے ہیں بہت دور دور سے، اس کثرت سے وینکوور سے باہر سے تشریف لائے ہیں کہ وینکوور والوں کی تعداد کم رہ گئی ہے اور انکی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اسی لئے جو غیر معمولی رش دکھائی دیتا ہے یہ دراصل وینکوور کے باشندوں کا نہیں بلکہ زیادہ تر باہر سے آنے والوں کا ہے۔ وینکوور کے پانچ سو بچاسی احباب یہاں مرد و زن شامل ہوئے۔ اور باہر سے آنے والے چھ سو چالیس ہیں جو کینیڈا کے مشرق سے لے کر مغرب تک ہر طرف سے پہنچے ہیں۔ اسی طرح امریکہ کی ریاستوں سے، بہت دور دور سے تکلیف اٹھا کر احباب جماعت یہاں پہنچے ہیں۔ یہ ایک تو اس بات کی علامت ہے کہ **یہ جماعت اپنے خلوص میں زندہ اور بے مثال جماعت ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت اس کو مٹا نہیں سکتی۔** کامل یقین پر فائز ہے کہ ہم سچے ہیں اور سچائی نے ان کے دلوں میں ایک ولولہ اور قربانی کی روح پیدا کر دی ہے کہ حقیقتاً دنیا میں کسی جگہ بھی آپ کو اس کا عشر عشیر بھی دکھائی نہیں دے گا۔ اللہ کرے آپ کے یہ خلوص بڑھتے رہیں، آپ کے جذبہ عمل میں نئی انگیخت ہو اور پہلے سے بڑھ کر آپ خدمت کے مواقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور میں آپ سب کا ممنون احسان ہوں کیونکہ آپ کے چہرے دیکھ کر میرا دل بڑھتا ہے، ایسی محبت ہے کہ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ آپ میرے اعضاء ہیں اور حقیقتاً اعضاء اور بچے دکھائی دیتے ہیں۔ بوڑھے بھی ہوں تو لگتا ہے جیسے اپنا بچہ ہو۔ اور یہ میری خوبی نہیں، یہ آپ کا اخلاص ہے جو میرے آئینے میں دکھائی دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خلافت کو، جماعت کو، ہمیشہ ایک رکھے۔ ہر دل ایک ہی طرح دھڑکے، ہر ذہن ایک ہی طرح سوچے۔ ہر طبیعت میں ایک ہی بات ہیجان پیدا کرے، ایک ہی بات سکون پیدا کرے۔ یہ وہ وحدت ہے، یہ خدا کی وہ توحید ہے جو دنیا پر نافذ ہو گی اور دنیا کو اسی توحید نے جیتنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب جو بہت محبت سے دور دور سے آئے ہیں ان کو خیر و عافیت سے اپنے گھروں میں واپس لے کے جائے۔ ان کا سفر فائدے کا سفر ہو، کسی نقصان کا موجب نہ بنے۔ اس کے بعد میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ السلام علیکم ورحمة الله وبركاته.

زار روس نکولاس دوئم

(ڈاکٹر محمد اسحاق خلیل۔زیورک)

لیشتن شٹائن سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کی حدود پر واقع ملک یا ریاست ہے جس کی آبادی چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ کچھ سال پیشتر اس ملک نے اقوام متحدہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اس ملک کے فرمانروا ھنس آدم دوئم (Hans Adam II) ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے روس کے ساتھ جنگ عظیم کی بعض تاریخی دستاویزات کا تبادلہ کرتے ہوئے روس کو زار نکولس دوئم کی وفات کے بارے میں نکولائی سوکولو (N. Sokolov) کی تحقیقات پر مشتمل اصل ریکارڈ پیش کر دیا ہے۔ اس ریکارڈ کی تفصیل کے مطابق آخری زار روس کی وفات جولائی ۱۹۱۸ء میں ہوئی تھی۔ زار روس، ان کی ملکہ، چار بیٹیوں اور ایک بیٹے کو یکاترین برگ (Yekatrinburg) کے مقام پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ۱۹۹۱ء میں ان کی لاشیں قبر سے نکالی گئی تھیں لیکن روسی چرچ اور حکومت میں اس بات پر اتفاق نہیں ہو سکا کہ ان کو حکومتی اعزاز کے ساتھ کیونکر دوبارہ دفنایا جائے۔ رشین آرتھوڈاکس چرچ کو اس بات سے اختلاف ہے کہ یہ لاشیں زار اور اس کے خاندان کی ہو سکتی ہیں۔ اس کے برعکس سائنسی امتحان (DNA) سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ لاشیں انہی کی ہیں۔

ڈیلی ٹیلیگراف لندن ۱۱ ستمبر ۹۷ء اور سوس پریس (Swiss Press) میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق آخری زار روس کے حالات پر روسی مصنف ایڈورڈ راڈزنسکی (Edvard Radzinsky) کی طرف سے ایک کتاب The Last Tsar کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ کتاب کے مصنف حکومت روس کے کمشن برائے تدفین زار کے ممبر ہیں۔ روسی چرچ کے رہنما الیکسانی دوئم نے حکومت روس سے مطالبہ کیا ہے کہ زار خاندان کی مذکورہ لاشوں کے بارے میں مزید تحقیقات کی جائے۔

اسی زار روس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی تھی کہ

"زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار"

مذکورہ کتاب کے علاوہ زیورک سنٹرل لائبریری کے مطابق روس کے آخری زار نکولس دوئم کے بارے میں مزید دردناک معلومات حسب ذیل انگریزی کتب سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ان کتب کے علاوہ جرمن، فرنچ اور اٹالین نیز روسی زبان میں بھی اس موضوع پر کتب شائع ہو چکی ہیں۔ چنانچہ زار کے حالاتِ زار کی اردو میں اشاعت قومی لٹریچر میں مفید اضافہ ہو سکتی ہے۔

1. Lieven, Dominic: Russia's Rulers Under the Old Regime, New Haven, Conn. U.S.A. 407 pages, 1989.

2. Lyons Marvin: Nicholas II The Last Tsar, 224 pages, London 1974

3. Wilton Robert: The Last Days of Romanovs: from 15th March, 1917, 333 pages, Hawthorne California U.S.A. 1920 and 1969.

4. Massie Robert K.: Nicholas And Alexandra, 584 pages, New York 1967.

5. Graf Wasili: Behind The Veil German Translation, Berlin 1916.

(اگر کوئی قاری زار کی حالت زار سے متعلق مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین تحقیقی و معلوماتی مضمون ہمیں بھجوائیں گے تو ہم اسے الفضل انٹر نیشنل میں شائع کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔(ادارہ))

امت مسلمہ کے مختلف فرقے

(از قلم: مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم)

دسویں قسط

معتزلہ اور ان کے فرقے

معتزلہ فرقہ کب اور کیسے وجود میں آیا اور اسلامی تاریخ میں اس کا کیا کردار رہا ہے اس کا مختصر بیان یوں ہے کہ شروع میں یہ ایک خالص علمی گروہ تھا اور سیاسی خلفشار سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ شیعہ اور خوارج کی طرح اقتدار پر قبضہ کرنا اس کے مقاصد میں شامل نہ تھا اور نہ اس کے لئے کبھی کوئی منظم عملی کوشش کی۔ دراصل ابتدائی معتزلہ وہ لوگ تھے جو پہلے حضرت علیؓ کے حامی تھے لیکن جب حضرت علیؓ شہید ہوگئے اور اقتدار بنوامیہ کے قبضہ میں چلا گیا تو یہ لوگ سیاسی سرگرمیوں سے الگ ہو گئے۔ چونکہ یہ لوگ علمی ذہن رکھتے تھے اور اس زمانہ میں مخالف اسلام مختلف مذاہب کے پیروؤں نے اسلام کے خلاف علمی اعتراضات پھیلانے کی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا تھا اس لئے یہ لوگ زاویہ نشین ہو کر علمی پہلوؤں کے فروغ کی طرف متوجہ ہوئے اور اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کے علمی جواب میں مصروف ہوگئے۔ اسطرح طرح طرح کی خیال آرائیاں ان کی جولانگاہ بن گئیں۔ اسی زاویہ گزینی اور سیاسی سرگرمیوں سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے ان کا نام "معتزلہ" مشہور ہو گیا یعنی یہ وہ گوشہ نشین لوگ ہیں جن کا دنیاوی سرگرمیوں سے کوئی سروکار نہ تھا، صرف علم کا فروغ اور مسائل کلامیہ سے دلچسپی ان کی سرگرمیوں کے مرکز بن گئے تھے۔ ان لوگوں کے نام کی شہرت زیادہ تر اس وقت ہوئی جب کہ واصل بن عطاء معتزلی حسن بصری کے درس سے الگ ہوا اور اپنا حلقہ درس قائم کیا۔ زیادہ تر معتزلہ قدریہ تھے یعنی اس بات کے قائل تھے کہ انسان اپنے اعمال میں خود مختار اور آزاد ہے۔ وہ جس طرح چاہے کوئی سا طرز عمل اختیار کرے اسے اختیار ہے۔ تاہم 'جَبریہ' اور 'مُرجئہ' اپنے مرکزی طرز فکر کی وجہ سے معتزلہ کا ہی حصہ شمار ہوتے ہیں۔ جبریہ وہ لوگ ہیں جن کے نزدیک انسان اپنے تمام افعال میں مجبور محض ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں کھلونا ہے۔ وہ جس طرح چاہے اور جس طرف چاہے اسے لے جائے۔

مرجئہ مسلمانوں کا وہ فرقہ ہے جس کا یہ عقیدہ ہے کہ اعمال انسانی ایمان کا جزو نہیں۔ ایمان صرف یقین اور اقرار باللسان کا نام ہے۔ دوسرے اعمال زائد از ایمان امور ہیں اور نجات سے ان کا کوئی خاص تعلق نہیں۔

معتزلہ کے نظریے

تمام کے تمام معتزلہ مندرجہ ذیل مسائل میں ایک سا نظریہ رکھتے ہیں:۔

☆...... اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذات کا عین ہیں ان کا کوئی الگ وجود نہیں۔ جبکہ دوسری اشیاء کی صفات ان کی ذات سے الگ اپنا علیحدہ وجود رکھتی ہیں اور زائد از ذات ہیں نیز اس عینیت کی وضاحت کے لئے یہ کہنا درست ہے کہ لیس للہ حیاۃ ولا علم ولا قدرۃ ولا سمع ولا بصر ولا کلام ولا ارادۃ۔

☆...... رؤیت باری محال ہے یعنی مادی آنکھوں سے ہم خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔ نہ اس دنیا میں اور نہ اگلے جہان میں۔ زعم المعتزلۃ ان اللہ لا یریٰ نفسہ ولا یراہ غیرہ.

☆...... معتزلہ کے نزدیک کلام الٰہی مخلوق اور حادث ہے۔ اسی نظریہ کے تحت یہ قرآن کریم کو بھی حادث اور مخلوق مانتے ہیں۔ بعض خلق اور حدیث میں فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کلام اللہ اور قرآن کو ہم حادث تو کہہ سکتے ہیں لیکن اسے مخلوق کہنا درست نہیں۔

☆...... معتزلہ قدریہ کے نزدیک انسان اپنے افعال کا خالق اور ان کے بجالانے میں پوری طرح خود مختار اور آزاد ہے اور یہ اختیار ہی ثواب و عقاب کی بنیاد ہے۔

☆...... وہ مسلمان جو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ نہ مومن ہیں اور نہ کافر، ان کا مقام بین بین ہے۔ نیز مرتکب گناہ کبیرہ دائمی جہنمی ہے بشرطیکہ وہ توبہ نہ کرے۔

☆ بعض معتزلہ کے نزدیک خدا تعالیٰ کا جسم ہے لیکن وہ اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ انہ جسم لا کالاجسام و انہ شیئ لا کالاشیاء۔ معتزلہ اگرچہ اپنے زمانہ کے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں پیش پیش رہے۔ انہوں نے اسلام کی تائید میں علمی دلائل مہیا کرنے کی قابل قدر کوشش کی اور اسلام کے عقلی دفاع میں اپنے زمانہ کے لحاظ سے کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ لیکن اپنے بعض مخصوص نظریات کی وجہ سے یہ فرقہ بھی امت مسلمہ میں فکری انتشار اور ذہنی خلفشار کا باعث بنا رہا۔ معتزلہ خود باہمی نظریاتی اختلافات کی وجہ سے کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

معتزلہ کے بڑے بڑے فرقے

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے بنیاد کے لحاظ سے ان کے تین بڑے فرقے تھے۔ معتزلہ قدریہ، معتزلہ جبریہ اور معتزلہ مرجئہ۔ چونکہ اکثریت قدریہ کی ہے اس لئے بالعموم قدریہ کو ہی معتزلہ سمجھا جاتا ہے۔ معتزلہ قدریہ کے مندرجہ ذیل ضمنی فرقے تھے: الواصلیہ، العمرویہ، الھذلیہ، النظامیہ، المرداریہ، المعمریہ، الثمامیہ، الجاحظیہ، الخابطیہ، الحماریہ، الخیاطیہ، الشخلمیۃ، الصالحیہ، المریسیہ، الکعبیہ، الجبائیہ، البھشمیہ۔ ان میں سے بعض اہم فرقوں کی تفصیل آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہے۔

معتزلہ قدریہ کے ضمنی فرقوں کی تفصیل

۱۔ الواصلیہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ واصل بن عطاء معتزلی کا پیرو ہے۔ کہا جاتا ہے کہ واصل پہلا شخص ہے جسے معتزلی کہا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پہلے واصل، حسن بصریؒ کا شاگرد تھا اور ان کے حلقہ درس کا طالب علم تھا لیکن اس نے بعض ایسے خیالات کا اظہار شروع کر دیا جن سے حضرت حسن بصریؒ متفق نہ تھے۔ آخر اس اختلاف نے شدت اختیار کر لی اور حضرت حسن بصریؒ نے اسے اپنے حلقہ درس میں بیٹھنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ اس نے ضد میں آکر اسی مسجد کے ایک کونہ میں اپنا الگ حلقہ درس بنا لیا۔ اس پر حسن بصریؒ نے فرمایا "اعتزل عنا" یعنی اس نے ہم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ یہاں سے اس کا نام معتزلی یعنی الگ ہونے والا مشہور ہو گیا۔

واصل کو معبد جہنی اور غیلان دمشقی کے بعد معتزلہ کا تیسرا بڑا قائد تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے مخصوص نظریات یہ تھے:

امت اسلامیہ کا جو شخص گناہ اور نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے وہ نہ مومن ہے اور نہ کافر بلکہ وہ فاسق ہے۔ اگر اس نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کر لی تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جبکہ خوارج میں سے بعض کے نزدیک ایسا شخص مشرک ہے اور بعض اسے کافر قرار دیتے ہیں اور دائمی جہنمی مانتے ہیں۔ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک ایسا شخص مومن اور مسلمان تو ہے لیکن گنہگار اور فاسق ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے نیز ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر دوزخ سے نکل آئے گا اور جنت میں جائے گا۔

واصل کا یہ نظریہ بھی تھا کہ حضرت علیؓ اور ان کے حامی بمقابلہ حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ و حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھی ان دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ لا علی التعیین فاسق ہے۔ أی أحدُ الفریقَین فاسقٌ بلا تعیین۔ اس لئے اگر دونوں گروہوں میں سے ایک ایک آدمی مل کر کسی واقعہ کے بارہ میں شہادت دیں تو قاضی کو چاہئے کہ وہ ان کی شہادت رد کر دے کیونکہ ان میں ایک لازماً فاسق ہے۔ اور فاسق کی شہادت قابل رد ہے اور اگر ایک ہی گروہ کے دو آدمی مل کر گواہی دیں تو ان کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ یہ یقین نہیں کہ یہی لازماً فاسق ہیں۔ (الفرق صفحہ ۸۳)

۲...... الھُذَلِیَہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ ابوالہذیل محمد بن الہذیل کا پیرو تھا۔ یہ قبیلہ عبدالقیس کا مولیٰ تھا اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہے زیادہ تر موالی یعنی فارسی نو مسلموں نے ہی مسلمانوں میں مختلف قسم کی بدعتوں کو رواج دیا ہے۔ فکذالك ابو الھذیل جری علی منھاج ابناء السبایا لظھور اکثر البدع منھم. الفرق صفحہ ۸۴)

ابوالھزیل معتزلی کے مخصوص نظریات یہ تھے:

اللہ تعالیٰ کے سارے مقدورات یعنی ساری کائنات بشمول جنت و دوزخ فنا ہو جائیں گے اور خدا ان کے اعادہ پر قادر نہ ہوگا۔ یہ ایک سکون کا دور ہوگا جس میں سب کچھ حالت سکون میں ہوگا۔ فلا یقدر اللہ فی تلك الحال علی احیاء میت ولا إماتۃ حیّ ولا علی تحریك ساکن ولا علی تسکین متحرك ولا علی احداثِ شیءٍ. (الفرق صفحہ ۸۵)

اگلے جہان میں جنتی اور دوزخی دونوں اپنے اپنے افعال پر مجبور محض ہونگے یعنی جنتی کھانے پینے اور عیش اڑانے پر مجبور ہونگے اور دوزخی چیخنے چلانے اور واویلا کرنے پر مجبور ہونگے۔ وہاں ان کی مرضی نہیں چلے گی بلکہ یہ سب کچھ ان سے خدا تعالیٰ کرائے گا جبکہ جہمیہ فرقہ اسی دنیا میں اس قسم کے جبر کا قائل ہے اس کے نزدیک انسان بلکہ ہر چیز مجبور محض اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں کھلونا ہے۔ اسی نظریہ کی وجہ سے اس فرقہ کو جبریہ بھی کہا جاتا ہے۔

تقرب الٰہی کی نیت نہ بھی ہو تب بھی اچھے کام کرنے والوں کو ثواب ملے گا اور ایسا کرنے والے کو مطیع اور فرمانبردار کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک خدا تعالیٰ کی پہچان اور اس پر ایمان لانے کے سلسلہ میں غور و فکر کرنے کی حد تک تو یہ نظریہ درست ہے۔ اس قسم کے غور و فکر کا انسان کو ثواب ملے گا خواہ اس کی نیت تقرب اور عبادت کی نہ ہو لیکن جب یہ معرفت حاصل ہو گئی تو پھر اس کے بعد صرف اسی کو ثواب ملے گا جس نے کوئی اچھا کام تقرب اور اطاعت الٰہی کی نیت و ارادہ سے کیا ہو۔ (الفرق صفحہ ۸۸)

اللہ تعالیٰ کی صفات عین ذات ہیں اس کی ذات سے الگ ان کا کوئی وجود اور تصور نہیں اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ اور علم ایک ہی چیز ہے۔ اس نظریہ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر یہ درست ہے تو پھر یہ کہنا بھی درست ہونا چاہئے کہ علم عالم ہے۔ قدرت قادر ہے حالانکہ علم کو عالم کہنا اور قدرت کو قادر کہنا بے معنی اور لغو بات ہے۔ یقینی خبر وہ ہے جسے کم از کم بیس آدمی بیان کریں اور ان میں سے کم از کم ایک صادق الایمان اور جنتی ہو۔ اگر سارے کے سارے غیر مومن ہوں خواہ لاکھوں ہوں تو ان کی دی ہوئی خبر یقینی اور واجب القبول نہ ہوگی۔ اسی طرح ابوالھذیل کے نزدیک کسی "خبر احاد" سے تب کوئی حکم شرعی ثابت ہوگا جبکہ اس کے راوی کم از کم چار ہوں۔ جز لا یتجزی (مزید تقسیم نہ ہو سکنے والی چیز) کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ نہ اسے انسان دیکھ سکتا ہے اور نہ خدا۔ کیونکہ دیکھنے کے لئے کسی چیز کا رنگدار ہونا ضروری ہے اور جز لا یتجزیٰ کا کوئی رنگ نہیں ہوتا۔ (الفرق صفحہ ۹۲)

۳...... النظامیہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ ابواسحاق بن سیار النظام معتزلی کا پیرو تھا۔ نظام ابولہذیل کا بھانجا اور عجمی النسل تھا۔ اس نے بھی کئی نئے نظریات اختراع کئے جن میں سے چند یہ ہیں۔

جو باتیں انسان کی بہبود اور اس کی مصلحت سے تعلق رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ عادل ہے اور انسانی بہبود کو نظر انداز کر دینا عدل کے خلاف ہے۔ پس نظام کے نزدیک نعیم الجنت میں سے ایک ذرہ بھی کم نہیں ہو سکتا اور جنمیوں کے عذاب میں سے ایک ذرہ کا اضافہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی مومن کو دوزخ میں نہیں ڈال سکتا۔ مثلاً ایک بچہ دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہے وہ خود دوزخ میں کود سکتا ہے فرشتے اسے دوزخ میں دھکا دے سکتے ہیں لیکن خدا ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اس کی صفت عدل کے خلاف ہے۔ اس طرح وہ نہ بینا کو اندھا کر سکتا ہے اور نہ تندرست کو لولا۔ لانہ لیس ھو قادر علی الظلم والکذب۔ اس کے برخلاف بصری معتزلہ کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے فیجب ان یکون قادراً علی الظلم والکذب کما ھو قادر علی العدل والصدق...... اہل سنت والجماعت کے ایک گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ انہ قادر علی الظلم والکذب ولکنہ لا یفعل ایاھما لقبحھما۔ اسی نظریہ کے تحت برصغیر پاک و ہند کے دیوبندی علماء امکان کذب باری کے قائل ہیں یعنی چونکہ خدا قادر مطلق ہے اس لئے وہ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ اسی طرح امکان نظیر محمد ﷺ کا مسئلہ بھی ان کے ہاں موضوع بحث رہتا ہے۔

مانویہ کا نظریہ بھی نظام کے نظریے سے ملتا جلتا ہے کیونکہ وہ بھی یہ مانتے ہیں کہ نور خیر کے سوا کچھ نہیں کر سکتا اور ظلمت صرف مصدر شر ہے۔ أی ان النور لا یفعل الا خیراً ولا یقدر علی الشرّ و ان الظلمۃ لا تستطیع فعل الخیر لانھا لا تقدر الا علی الشرّ۔

نظام کا یہ نظریہ بھی تھا کہ ایک جنس بیک وقت دو متضاد کام نہیں کر سکتی مثلاً یہ ممکن نہیں کہ آگ گرم بھی کرے اور ٹھنڈا بھی یا برف ٹھنڈا بھی کرے اور گرم بھی۔ اسی نظریہ کے مطابق نظام کے نزدیک خدا معاً مصدر خیر و شر نہیں ہو سکتا جبکہ اہل سنت القدر خیرہ و شرہ کو جزو ایمان مانتے ہیں۔

نظام "طفرہ" کے نظریہ کا بھی قائل تھا یعنی اس کے نزدیک ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک جسم آناً فاناً ایک جگہ سے بیسویں جگہ تک درمیانی حصوں کو عبور کئے بغیر پہنچ جائے اور بغیر اس کے کہ وہ پہلے مکان سے مفقود ہو دوسرے مکان میں جا موجود ہو۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ اسی طفرہ کے نظریہ کے مطابق بعض صوفیاء یہ جائز سمجھتے ہیں کہ ایک شخص دو مکانوں میں خواہ وہ کتنے ہی فاصلے پر ہوں بیک وقت موجود نظر آسکتا ہے۔

نظام کا یہ نظریہ بھی تھا کہ ساری کائنات جن و انس چرند و پرند بیک وقت پیدا ہوئے۔ پیدائش کے لحاظ سے ان میں کوئی تقدم

وتاخر نہیں۔البتہ ظھور فی المکان اورشھود فی الزمان کے لحاظ سے ان میں تقدم وتاخر ہے۔ قال اھل السنۃ ان اللہ تعالیٰ خلق اللوح والقلم قبل خلق السمٰوات والارض و انما اختلفت المسلمون فی السماء والارض ایھما خلقت اولاً.

نظام یہ بھی کہا کرتا تھا کہ کلمات قرآن کریم کی ترتیب و تالیف یعنی نظم قرآن میں کوئی اعجاز نہیں اور نہ آنحضرت ﷺ کا یہ کوئی معجزہ ہے۔اسی طرح نظام دوسرے معجزات کا بھی منکر تھا۔

نظام اس بات کا بھی قائل تھا کہ اجماع امت حجت شرعیہ نہیں کیونکہ اس کے نزدیک یہ بالکل ممکن ہے کہ سب کے سب غلطی کھا گئے ہوں۔نظام کا یہ نظریہ بھی تھا کہ انسان کے ساتھ بچھو،سانپ،مکھیاں،کیڑے مکوڑے غرض ہر قسم کے چرند پرند جنت میں جائیں گے وہاں ان سب کا درجہ فضل واحترام کے لحاظ سے برابر ہوگا۔مندرجہ ذیل فقہی مسائل میں بھی نظام کو دوسرے فقہاء امت سے اختلاف تھا۔ سرقہ کا نصاب دوسو درہم ہے جبکہ دوسرے یہ بات نہیں مانتے۔طلاق کنایہ لغو ہے امام ابن تیمیہؒ کی بھی یہی رائے ہے جبکہ دوسرے ایسی طلاق کو موثر مانتے ہیں۔عمداً نماز چھوڑنے والا قضاء کی رعایت کا مستحق نہیں۔اس کا علاج صرف ندامت اور توبہ ہے۔نظام صحابہؓ کو برا بھلا کہنے سے بھی نہ ہچکچاتا تھا مثلاً اس کا کہنا تھا کہ (والعیاذ باللہ) ان ابا ھریرۃ کان اکذب الناس و ان عمر شك یوم الحدیبیہ و انہ ضرب فاطمۃ ومنع میراث العترۃ و ابتدع صلوٰۃ التراویح۔

۴۔المعمریہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ معمر بن عباد معتزلی کا پیرو تھا اس کے بارہ میں صاحب طبقات المعتزلہ لکھتا ہے: کان معمر عالماً عدلاً و ان الرشید وجّہ بہ الیٰ ملك السند لیناظرہ.(طبقات المعتزلہ)

معمر کا نظریہ تھا کہ اعراض کو اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا بلکہ ان کا ظہور طبعی ہے یعنی یہ اجسام کی طبیعت کے تقاضا ہیں۔گویا موت وحیات اور دوسرے اعراض جسم کے طبعی تقاضے اور کوائف ہیں اس لئے خدا نہ محی ہے اور نہ ممیت۔نیز معمر کے خیال میں اعراض لاتناہی ہیں۔

معمر کے نزدیک انسان صرف روح کا نام ہے جسم انسانی روح سے زائد چیز ہے۔جزا سزا بھی روح کو ملے گی۔ای ھو فی الجنۃ منعم و فی النار معذب۔اس کا نظریہ تھا کہ روح کے بارہ میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہ طویل عریض عمیق ذو وزن ساکن متحرك و غیرھا من الکوائف الجسمیہ۔

فلاسفہ خدا کی بھی یہی تعریف کرتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں ان اللہ تعالیٰ حی قدیر علیم حکیم منزہ عن ان یکون متحرکا.

۵۔الثمامیہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ ثمامہ بن اشرس النمیری کا پیرو تھا۔ثمامہ بنو نمیر کے موالی میں سے تھا۔مامون الرشید،معتصم اور واثق کے عہد میں حکومت کا خاص مقرب اور درباری تھا۔اور معتزلہ کا مانا ہوا بڑا بااثر لیڈر تھا۔اسی نے مامون الرشید کو اکسایا کہ جو لوگ خلق قرآن کے عقیدہ کو نہیں مانتے ان پر سختی کی جائے۔ثمامہ کے مندرجہ ذیل خصوصی نظریات تھے۔

جو لوگ جاہل دیوانے اور مجذوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اہل نہیں وہ دوسرے حیوانات کی طرح غیر مکلف ہیں اس لئے ایسے جہلاء کا دوسرے حیوانوں کی طرح حشر بھی نہیں ہوگا بلکہ وہ فنا ہو کر نابود ہو جائیں گے۔ ای یصیرون کلھم فی الآخرۃ تراباً۔یہی حال نابالغی کی حالت میں مرنے والے بچوں کا ہوگا۔کیونکہ آخرت تو عمل کرنے والوں کے لئے جزا سزا کا گھر ہے اور جن کا کوئی عمل نہیں ان کا حشر لغو اور بے معنی ہوگا۔

کہتے ہیں کہ ثمامہ، احمد بن داؤد اور محمد بن عبدالملک الزیات تینوں عہد عباسی کے سربرآوردہ معتزلہ تھے۔انہوں نے عباسی خلیفہ واثق کو اکسایا کہ وہ احمد بن نصر خزاعی کو قتل کردے کیونکہ وہ خلق قرآن کا نظریہ رکھنے والوں کو کافر کہتا ہے اور رویت باری کے نظریہ کا بھی قائل ہے۔واثق نے ان کی ترغیب پر احمد کو قتل کروادیا۔بعد میں وہ بہت پچھتایا کہ اس سے یہ ظلم ہو گیا ہے کہ اس نے ایک ایسے بزرگ اور نیک انسان کو بلاوجہ مروا لیا ہے۔اس وجہ سے وہ ان تینوں معتزلہ پر بھی ناراض ہوا لیکن انہوں نے اس کے سامنے قسمیں کھائیں اور اسے یقین دلایا کہ یہ قتل بالکل جائز تھا اور اگر وہ ایسی رائے دینے میں غلط کار ہیں تو انہیں اللہ تعالیٰ فلاں فلاں طریق پر ہلاک کردے گا۔ہر ایک نے جو طریق اپنی موت کے لئے تجویز کیا وہ اسی طرح پر ہلاک ہوا۔ثمامہ نے دعا کی تھی کہ اگر وہ اس گناہ میں ملوث ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسے لوگوں کو مسلط کردے جو تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔چنانچہ اس کے بعد وہ ایک بار مکہ گیا وہاں بنو خزاعہ کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے ہمارے بزرگ احمد کو قتل کروایا تھا۔انہوں نے ثمامہ کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی نعش حرم سے باہر پھینک دی۔جہاں کتے اور گدھ اسے کھا گئے۔دوسرے دو کا بھی برا حشر ہوا۔ فذاقت وبال امرھا و کان عاقبۃ امرھا خسراً۔

٦۔الجاحظیہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ عمرو بن بحر الجاحظ کا پیرو تھا۔جاحظ بڑا فصیح البیان مقرر،ماہر ادیب اور قابل مصنف مانا جاتا ہے۔یہ عربی النسل اور بنو کنانہ میں سے تھا،لیکن علامہ بغدادی کو اس سے اتفاق نہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ اگر جاحظ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو پھر اس نے ایسی کتابیں کیوں لکھیں جن میں بنو قحطان کی تعریف کی گئی ہے اور بنو کنانہ اور بنو عدنان کی ہجو اور مذمت۔اسی طرح اس نے ایک ایسی کتاب بھی لکھی جس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی کہ عجمی عربوں سے افضل ہیں۔مثلاً اس کی ایک کتاب کا نام ہے مفاخر القحطانیہ علی الکنانیہ و سائر العدنانیہ اور اس کی دوسری کتاب کا نام ہے فضل الموالی علی العرب۔پس کیا کوئی شخص اپنے آباؤاجداد کی مذمت کر سکتا ہے۔

جاحظ کی بعض دوسری کتابیں بھی اسی قسم کی لغویات سے پر ہیں۔مثلاً حیل اللصوص خیل المکیدین، غش الصّاعات، القحاب والکِکلاب وغیرھا من الکتُب۔

جاحظ کا خاص نظریہ یہ تھا کہ انسان کے جملہ افعال اس کے طبعی تقاضے ہیں۔اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر انسان کو سزا کیونکر مل سکتی ہے۔کیا کسی انسان کو اس بناء پر سزا دی جا سکتی ہے کہ وہ کالا کیوں ہے،وہ لمبا کیوں ہے،وہ موٹا کیوں ہے۔لانّ الانسان لا یثاب و لا یعاتب علی ما لا یکون کسباً لہ۔ (الفرق صفحہ ۱۳۰)

۷۔الکعبیہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ ابوالقاسم عبداللہ الکعبی البلخی کا پیرو تھا۔کعبی کا یہ نظریہ تھا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کام کا ارادہ کیا تو یہ ایسے ہی ہے جیسا قرآن کریم میں آیا ہے۔ جداراً یرید ان ینقض یعنی اس قسم کے استعمالات مجاز اور استعارات ہیں۔نظام معتزلی کا بھی یہی نظریہ تھا جبکہ باقی سب معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ایک حقیقت مؤثرہ ہے تاہم وہ حادث ہے۔اہل السنّت کے نزدیک ارادۃ اللہ ایک حقیقت بھی ہے اور ازلی ابدی بھی۔ (الفرق صفحہ ۱۳۴)

۸۔الجبائیہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ ابو علی الجبائی کا پیرو تھا۔ابو علی کا خاص نظریہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "مطیع" بھی ہے یعنی وہ اپنے بندوں کی اطاعت کرتا ہے ان کے کام کرتا ہے اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔اور مطیع کے یہی معنے ہیں کہ مَن فَعَلَ مُرادَ غیرِہ۔اسی طرح وہ یہ بھی مانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت محبل ہے یعنی وہ عورتوں کو حاملہ کرتا ہے۔علامہ بغدادی اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ تو عیسائیوں کے عقائد سے بھی بدتر ہے۔وہ خدا کو مسیح کا باپ تو کہتے ہیں لیکن اسے محبل مریم نہیں سمجھتے۔الغرض جبائی اسماء الٰہی کے توقیفی ہونے کا قائل نہ تھا بلکہ وہ اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے نام گھڑنے اور رکھنے کو جائز سمجھتا تھا۔

۹۔البھشمیہ اور اس کے نظریات:

یہ فرقہ ابوہاشم الجبائی کا پیرو تھا جو ابو علی الجبائی کا بیٹا تھا۔ علامہ بغدادی لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے اکثر معتزلہ بہشمی ہیں کیونکہ آل بویہ کا وزیر البھشمیہ اللقب بالصاحب ابوہاشم الجبائی کا عقیدت مند ہے اور بہشمی عقائد سے دلچسپی رکھتا ہے اس لئے بمطابق النّاسُ علیٰ دینِ ملوکِھم،دوسرے سربرآوردہ لوگ بھی اپنے آپ کو بہشمی کہلانے میں فخر سمجھتے ہیں۔ابوہاشم کا عقیدہ تھا کہ جرم کے عملی ارتکاب کے بغیر بھی انسان مستوجب سزا ہو سکتا ہے۔مثلاً ایک شخص نماز پڑھنے پر قادر تھا،سارے وسائل مہیا تھے اور وہ نماز ادا کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اجل نے اسے آلیا تو یہ شخص ترک نماز کی سزا پائے گا۔کیونکہ قدرت کے باوجود اس نے حکم کی تعمیل نہیں کی ای لم یفعل ما اُمرَ بہ مَعَ قُدرتہ علیہ......ابوہاشم کا ایک نظریہ یہ تھا کہ اسباب وشروط بجائے خود عبادت نہیں۔مثلاً نماز کے لئے طہارت اور وضو شرط ہے لیکن یہ بجائے خود عبادت نہیں کیونکہ اگر کوئی دوسرا کسی کو نہلا دے یا وضو کرادے تو طہارت حاصل ہو جائے گی۔اگر یہ عبادت ہوتی تو پھر ایسا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ عبادت میں نیابت درست نہیں۔کام کوئی کرے اور سبکدوش دوسرا ہو جائے۔نماز کوئی پڑھے اور ثواب دوسرے کو مل جائے اور اس کا فرض ادا ہو جائے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

ابوہاشم کا یہ نظریہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا بیک وقت اور بتمامہٖ تو فناء کر سکتا ہے لیکن جزواً ایسا نہیں کر سکتا۔مثلاً یہ نہیں ہو سکتا کہ زمین وآسمان تو موجود رہیں لیکن ان میں سے کوئی ذرہ فنا ہو جائے ای انّہ تعالیٰ لا یقدر علی ان یفنی من العالم ذرۃ مع بقاء السمٰوات والارض و انہ یقدر علی افناء العالم جملۃً.

معتزلہ کے اور بھی کئی ضمنی فرقے ہیں لیکن غیر اہم ہیں۔کوئی خاص امتیازی خصوصیت نظر نہیں آتی جو قابل بیان ہو۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ : حاصل مطالعہ از صفحہ آخر

یہ ہے کہ اب یہ تہوار پورے ملک میں ایک ہی دن نہیں منایا جاتا۔بلکہ مختلف شہروں میں مختلف جمعہ کے دن مقرر ہیں۔ آج لاہور،اگلا جمعہ گوجرانوالہ،پھر وزیر آباد،گجرات،جہلم، راولپنڈی،فیصل آباد اور سیالکوٹ۔بسنت کے لئے جمعۃ المبارک کا انتخاب کر کے تم مسلمانوں نے بہت اچھا کیا۔ بسنت جیسے تہوار کے لئے ایسا ہی متبرک دن ہونا چاہئے تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ ایک شہر والے فارغ ہو کر دوسرے شہر والوں کا انتظار کرتے ہیں۔باقاعدہ دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں۔ دعوتیں اڑائی جاتی ہیں۔بڑے بڑے ہوٹلوں کی چھتیں بک ہوتی ہیں۔یہ بھی پتہ چلا کہ تم لوگ جیسے عیدین،شب برات اور معراج شریف کے موقعوں پر کپڑے بھیجتے ہو اب بسنت کے تہوار پر لڑکی والے سوٹ بھیجتے ہیں۔

ہمارے پریم (محبت) میں تم لوگوں نے بسنت تو منانا شروع کردی اور اس پریم میں ہم سے بھی آگے نکل گئے۔مگر مجھے یقین ہے کہ بسنت منانے والا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہوگا۔جسے یہ معلوم ہو کہ ہم ہندوؤں نے بسنت کیوں منانی شروع کی اور یہ کس کی یاد میں منائی جاتی ہے۔شاید یہ بات کوئی ہندو بھی بتانا گوارا نہ کرے۔اور میں بھی شاید نہ بتلاتا مگر چند دن یہاں رہ کر تمہارا نمک کھایا ہے۔

لو سنو! ہمارے ایک بہت ہی قابل ہندو مؤرخ جناب ڈاکٹر ایس بی نجار (Dr.S.Nijjar) اپنی کتاب "پنجاب آخری مغل دور حکومت میں" (Punjab under the later Mughals) میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ ذکریا خان (1707-1759) پنجاب کا گورنر تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ "حقیقت رائے باکھ مل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا لڑکا تھا۔جس کی شادی بٹالہ کے کشن سنگھ بھٹہ نامی سکھ کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ حقیقت رائے نے نبیؐ اور حضرت فاطمہؓ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا۔اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا۔کچھ ہندو افسر ذکریا خان کے پاس گئے (جو اس وقت پنجاب کا گورنر تھا) کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن ذکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کردیا۔جس کے اجراء میں پہلے مجرم کو ایک ستون سے باندھ کر اسے کوڑوں کی سزا دی گئی۔اس کے بعد اس کی گردن اڑا دی گئی۔جس پر پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی نوحہ کناں رہی۔اس کتاب کے صفحہ ۲۷۹ پر لکھا ہے کہ پنجاب کا بسنت میلہ اسی حقیقت رائے (گستاخ رسول) کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

اب انتہا کی بے غیرتی ہے تمہارا بسنت منانا۔کہاں گیا تمہارا ایمان،کہاں گیا تمہارا عشق رسالت۔کیا تمہارا "مردہ ضمیر" تمہیں بسنت منانے پر ملامت نہیں کرتا۔بتاؤ! اگر قیامت کے دن تمہارے نبی نے اپنے خدا کی عدالت میں تمہارے خلاف مقدمہ کردیا کہ اللہ! یہ ہیں وہ بدبخت جو مجھے اور میری بیٹی کو گالیاں دینے والے کی یاد مناتے رہے۔سوچو! تمہارا خدا تمہارا کیا حشر کرے گا؟ کیا پھر بھی تمہیں سورگ (جنت) ہی ملے گی؟ نہیں! چتا (آگ) میں پھینکے جانے کے قابل ہو تم۔لگتا ہے تم لوگ بھی بھگوان کے سر سے پیدا ہوئے ہو کہ چاہے شراب پیو،زنا کرو،قتل وغارت کرو اور جو جی میں آئے کرو۔پھر بھی پوتر کے پوتر۔پھر ایک طرف پورا ملک سراپا احتجاج ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہونی چاہئے۔دوسری طرف پورا ملک ایک ہندو گستاخ رسول اور ہمارے قومی ہیرو حقیقت رائے کی یاد کتنے زور شور سے مناتا ہے۔میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ تمہاری ایک ایک حرکت سے دوغلا پن جھلکتا ہے۔تمہارے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں (محمد ﷺ) اس کو اس کے باپ،بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔ اے نبی ﷺ کے متوالو! کیا اس حدیث میں لکھا ہے؟ سوائے بسنت کے"۔

"..........میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہم لوگ تم سے زیادہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔ بھلے اعتراضات ہی ڈھونڈتے ہیں۔تم بڑے لیکھ (مسلمان) بنے پھرتے ہو۔ایمانداری سے بتانا کیا تمہارا قرآن ایسی بسنت منانے والوں کو شیطان کا بھائی قرار نہیں دیتا؟ خیر تم کیا جواب دو گے!؟ تم غریبوں کو کیا پتہ قرآن میں کیا لکھا ہے؟ تم کون سا سمجھ کر پڑھتے ہو؟ ☆......☆......☆

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violance, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

عالم اسلام کے عظیم سائنسدان کو
خراجِ تحسین

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

عالم اسلام کا عظیم سائنسدان اور مملکت پاکستان کا قابل فخر فرزند، دنیائے سائنس کے افق پر نصف صدی سے زائد روشن رہنے کے بعد آج سے ٹھیک ایک سال قبل ۲۱ر نومبر ۱۹۹۶ء کو اس دنیائے فانی سے کوچ کر کے حیات ابدی کے سفر پر روانہ ہو گیا- ﴿کل من علیھا فان﴾-

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم و مغفور کی روشن اور تابناک حیات کے ۷۰ سال بعض پہلوؤں سے نہایت کڑوا سچ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں- محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد دنیا بھر کے اہل علم افراد، سیاسی راہنماؤں اور اسلامی قائدین کی طرف سے جس طرح آپ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ "عقل کی روشنی کے اعتبار سے ڈاکٹر عبدالسلام کی فضیلت ساری دنیا میں مسلم ہے"- یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ر نومبر ۹۶ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمائے-

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے قدموں پر دنیا بھر کی ۳۶ یونیورسٹیوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں نچھاور کیں، آپ کی قابلیت کے اعتراف میں ۲۰ سے زائد بین الاقوامی میڈل اور انعامات پیش کئے گئے اور آپ کی خدمات کے پیشِ نظر ۲۴ سے زائد اکیڈمیوں اور سوسائٹیوں نے آپ کی فیلوشپ اپنے لئے قابلِ فخر سمجھی- ان سارے اعزازات کو دیکھتے ہوئے بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس منفرد مقام کا حامل کوئی اور مسلمان سائنسدان کہیں اور دکھائی نہیں دے گا- اگرچہ ارضِ پاکستان کے بعض تنگ نظروں اور متعصب سوچ رکھنے والوں نے اپنے ہی وطن کو اس جوہر قابل کے بھرپور استفادے سے محروم کر دیا- چنانچہ جب سائنس کے میدان میں تحقیق و ترقیات کے ولولہ انگیز پروگرام اپنے خوابوں میں سجائے ہوئے نوجوان ڈاکٹر عبدالسلام یورپ کے شاندار تعلیمی ریکارڈ اپنی چھاتی پر سجا کر اپنے وطن پہنچا تو اہالیانِ وطن اور ارباب اقتدار کی طرف سے اس کی شایانِ شان پذیرائی تو در کنار...... اسے ہر پہلو سے مایوس کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی- اس المناک روئداد کی ذمہ داری کسی ایک شخص یا ادارے یا رویے پر عائد نہیں ہوتی بلکہ یہ ایسی قومی بے حسی کا ثبوت ہے جس کا خمیازہ ساری قوم کو بھگتنا پڑا- محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کی پاکستان میں قدر ناشناسی کی پہلی وجہ یہی تھی کہ وہ ایک محب وطن سائنسدان تھے (کوئی فلمی سٹار یا کرکٹ کے کھلاڑی نہیں تھے) اور دوسری وجہ یہ تھی کہ محترم ڈاکٹر صاحب کا تعلق جماعت احمدیہ مسلمہ سے تھا اور یہ نظریاتی اختلاف ہی ان کا ایک جرم بن گیا- لیکن اپنے مذہبی مسلک کے احترام میں گو محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے سیاسی حکومتوں کے عطا کئے ہوئے عہدوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن قوم میں سائنسی علوم کے احیاء کے لئے کی جانے والی ہر کوشش کی عملاً بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی اور مسلمانوں کو دوبارہ سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کے میدان میں خود کفیل ہو جانے کے لئے ہر ممکن راہنمائی اور مدد فرمائی-

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کی وفات کے بعد دنیا بھر کے سرکردہ افراد نے جس طرح اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کی خدمات کو سراہا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ رہتی دنیا تک محترم ڈاکٹر صاحب کا نام ایک عظیم مسلمان سائنسدان کے طور پر سنہری حروف میں لکھا جاتا رہے گا اور ہمیشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پُر شوکت پیشگوئی پر مہر صداقت ثبت کرتا رہے گا کہ "میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے"-

ذیل میں بعض غیر از جماعت اہم شخصیات اور دانشوروں کے پیغامات اور اخبارات کی خبروں اور اداریوں میں سے چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں جو محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کی وفات کے بعد اسلام، سائنس اور ملک کے لئے آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے مختلف اخبارات و رسائل کی زینت بنائے گئے- لیکن اب اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ

مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ طوالت کے خوف سے متعدد ایسے مضامین زیر نظر نہیں لائے جا سکے جو محترم ڈاکٹر صاحب کے سوانحی خاکوں پر مشتمل تھے یا ان میں دیگر مضامین میں پیش کی جانے والی باتوں کو ہی دہرایا گیا تھا-

پاکستان کے صدر، نگران وزیر اعظم اور دیگر زعماء کا خراجِ تحسین

بیرونی دنیا میں پاکستان کے سفیر

☆ "صدرِ مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری اور نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے بین الاقوامی شہرت یافتہ پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کے انتقال پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے اسے ملک و قوم کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا ہے...... صدر نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ با آسانی پُر نہیں کیا جا سکے گا- صدر نے اپنے پیغام میں کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام بیرونی دنیا میں **پاکستان کے سفیر** کی حیثیت رکھتے تھے اور وہ واحد پاکستانی ہیں جنہوں نے اپنی صلاحیتوں سے نوبیل انعام حاصل کیا"-

(روزنامہ "نوائے وقت" ۲۲ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ "ان کی وفات پر صدر فاروق لغاری اور نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد، ملک کے علمی اور سائنسی حلقوں نے گہرے رنج و الم کا اظہار کیا ہے- صدرِ مملکت نے کہا کہ...... انہوں نے دنیائے سائنس میں پاکستان کا نام روشن کیا اور قومی وقار میں اضافہ کیا- **ان کی وفات سے قوم ایک عظیم فرزند سے محروم ہو گئی ہے**"

(روزنامہ "پاکستان" لاہور کا اداریہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ "ایک تعزیتی پیغام میں وزیر اعظم نے پروفیسر عبدالسلام کی افسوسناک وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے- انہوں نے کہا کہ ان کا عظیم کام صرف ان کے لئے ہی نوبیل پرائز جیتنے کا باعث نہیں بنا، اس سے بین الاقوامی حلقوں میں پاکستان کو بھی فخر و تحسین حاصل ہوئی"-

(انگریزی اخبار "فرنٹیئر پوسٹ" لاہور ۲۲ر نومبر ۹۶ء)

☆ "مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے شہرت یافتہ سائنسدان اور نوبیل انعام پانے والے ڈاکٹر عبدالسلام کی غمناک وفات پر گہرے رنج کا اظہار کیا- ان کی وفات پر اظہار افسوس کرنے والوں میں وفاقی وزراء حاجی فرید اللہ خاں (وزیر مذہبی امور- ناقل) جاوید جبار اور سینیٹر شفقت محمود اور بلوچستان کے وزیر اعلیٰ مسٹر ظفر اللہ خان جمالی شامل ہیں- انہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کی وفات کو عالمی سطح پر سائنسی ترقی کے لئے عموماً اور ان کے آبائی وطن پاکستان کے لئے خصوصاً بہت بڑا خسارہ قرار دیا...... انہوں نے سائنس کی ترقی کیلئے ان کی خدمات کی بے حد تعریف کی اور **ڈاکٹر عبدالسلام کو اس صدی کی عظیم ترین شخصیات میں شمار کیا- طبیعات کے میدان میں مرحوم کی کامیابیاں جدید سائنس کا قیمتی سرمایہ ہیں**- پاکستان کے اس نامی گرامی سپوت نے دنیا کے کناروں تک مادرِ وطن کا نام روشن کر دیا- انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح پر رحمتیں نازل فرمائے اور پاکستان کو ایسے نعم البدل عطا فرمائے جو مرحوم ہی کی طرح مادرِ وطن کی خدمت کریں"-

(اخبار "فرنٹیئر پوسٹ" لاہور ۲۲ر نومبر ۹۶ء)

☆ گورنر بلوچستان جنرل عمران اللہ خان اور نگران وزیر اعلیٰ میر ظفر اللہ خان جمالی نے بین الاقوامی شہرت یافتہ پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے- ...... انہوں نے کہا کہ مرحوم نے اپنی محنت اور صلاحیت سے نوبیل انعام حاصل کر کے پاکستان کا نام دنیا بھر میں روشن کیا-

(روزنامہ "خبریں" ۲۳ر نومبر ۹۶ء)

پاکستان کا قابلِ فخر فرزند

☆ ایم کیو ایم کے قائد جناب الطاف حسین نے نوبل انعام یافتہ ممتاز پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے- انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے انتقال سے جہاں پاکستان اپنے قابل فخر فرزند سے محروم ہوا ہے وہاں دنیائے سائنس کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے......"- (روزنامہ "امن" کراچی)

ایک عظیم سائنسدان

☆ سائنس اور ٹیکنالوجی کی وزیر بیگم عابدہ حسین نے بھی پروفیسر سلام کی موت پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان ایک عظیم سائنسدان سے محروم ہو گیا ہے-

(بحوالہ روزنامہ "الفضل" ۴ر دسمبر ۱۹۹۶ء

پاکستان کی پہچان

☆ "وزیر تعلیم بیگم ثریا انور نے کہا ہے کہ پروفیسر عبدالسلام کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں اور جب تک یہ دنیا رہے گی ان کا نام زندہ رہے گا...... ڈاکٹر صاحب کی نت نئی تحقیقات اور سائنسی علوم میں خدمات نے پاکستان

پوری دنیا میں نام روشن کیا لیکن دوسری جانب یہ بات قابل افسوس ہے کہ ان کی زندگی میں کسی بھی حکومت نے ان کی ایسی خدمت کو اتنا نہیں سراہا جتنا سراہا جانا چاہئے تھا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی فیلڈ میں جو کارنامے انہوں نے انجام دیئے ہیں وہ آج پاکستان کی پہچان بن چکے ہیں اس لئے ہمیں اپنے ملک کے اس فرزند پر فخر ہے"۔

(روزنامہ "نوائے وقت" ۵ردسمبر ۹۶ء)

قومی اخبارات کی خبروں سے

پاکستان کے تمام اخبارات نے محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات پر نمایاں خبریں شائع کیں اور آپ کی قابلیت اور خدمات کو سراہتے ہوئے شاندار اداریے رقم کئے۔ اس سلسلے میں محض چند اقتباسات ہدیہ قارئین ہیں:

☆ انگریزی اخبار "دی نیوز" لاہور نے لکھا:

"ان کے نزدیک ترقی یافتہ ممالک کے درمیان فرق دولت کا نہیں تھا بلکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا تھا۔ جب ۱۹۸۹ء کے موسم سرما میں ان کی گرتی ہوئی صحت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا "میری ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ میں پاکستان واپس لوٹ آؤں۔ میں بوڑھا آدمی ہوں، میں پاکستان میں مرنا پسند کروں گا۔ ان کو سب سے بڑا دکھ یہی تھا 'میں اپنے ملک کی خدمت نہیں کر پایا۔ بدقسمتی سے مجھے اس کا موقع نہیں دیا گیا'...... انہیں ۱۹۷۹ء میں نشانِ امتیاز پاکستان سے نوازا گیا"۔

(انگریزی اخبار "نیوز" لاہور ۲۲ر نومبر ۹۶ء)

☆ روزنامہ "جنگ" کی خبر کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں

"پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے ۴۲ سال برطانیہ میں رہنے کے باوجود نہ صرف وہاں کی شہریت حاصل نہ کی بلکہ جواہر لال نہرو کی طرف سے بھارتی شہریت کی پیشکش بھی ٹھکرا دی۔ وہ پاکستانی ہونے پر فخر کرتے تھے"۔

(روزنامہ "جنگ" ۲۲ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ "پروفیسر عبدالسلام شمال اور جنوب کے درمیان پل بنے ہوئے تھے......"

(اخبار "گارڈین" لندن۔ بحوالہ روزنامہ "جنگ" ۲۷ر نومبر ۹۶ء)

اخبارات کے اداریے

اول نمبر کے سائنسدان اور انسانیت کے خدمتگار

☆ روزنامہ "فرنٹیر پوسٹ" کے مدیر نے محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کو خراج تحسین یوں پیش کیا:

"وطن عزیز کے اول نمبر کے سائنسدان اور انسانیت کے خدمتگار ڈاکٹر عبدالسلام ستر برس کی عمر میں وفات پا گئے ہیں...... ان کی وفات سے پاکستان بلکہ درحقیقت مسلم دنیا کی سائنس کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے کیونکہ وہ واحد سائنسدان تھے جن کا طبیعات میں کارہائے نمایاں دکھانے کی وجہ سے عزت و احترام کیا جاتا تھا...... وہ مکمل طور پر سائنس خصوصاً طبیعات کیلئے وقف تھے، انہیں کسی اور چیز سے غرض نہ تھی۔ انہیں ایک اور چیز سے بھی عشق تھا...... پاکستان سے ...... اس حقیقت کی وجہ سے کہ وہ احمدی تھے، علماء ان کی غیر معمولی کامرانیوں سے ناخوش تھے۔ کوئی قوم کس قدر ناشکری ہو سکتی ہے اس کا مظاہرہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان کی شدت مرض سے عمومی طور پر بے خبری رہی ...... ڈاکٹر عبدالسلام کو الگ تھلگ کر دینا اہلِ علم و فراست کیلئے نہایت دکھ کا موجب ہوا ہے۔ یہ تو اس شخص کی عظمت کا ثبوت ہے کہ مذہبی حلقوں کی طرف سے اشتعال دلائے جانے کے باوجود اس نے پاکستان کے نوجوان سائنسدانوں کی امداد اور سرپرستی جاری رکھی۔ ڈاکٹر عبدالسلام ترقی پذیر ممالک کے لئے سائنس کے سب سے زیادہ طاقتور اور مؤثر ترجمان تھے ...... **ہمیں اپنی ماضی کی کوتاہیوں کی تلافی کرنا چاہئے۔ ان کو بہترین خراج تحسین یہ ہوگا کہ ملک کی بہترین یونیورسٹی کا نام ان کے نام پر رکھا جائے"۔**

(روزنامہ "فرنٹیر پوسٹ" کا اداریہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ روزنامہ "نوائے وقت" کے مدیر نے تحریر کیا:

"ڈاکٹر عبدالسلام کا شمار دنیا کے نامور ترین سائنسدانوں میں ہوتا تھا ...... اپنی قابلیت، صلاحیت اور کارناموں کی وجہ سے (انہوں نے) پاکستان کا نام دنیا بھر میں روشن کیا اور قابل فخر کردار ادا کیا۔ جیسا کہ اٹامک انرجی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد خان نے انکشاف کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے سابق صدر ایوب خان کو ملک میں ایٹمی ری پراسیسنگ پلانٹ لگانے کا مشورہ دیا تھا...... **سائنس کی دنیا میں انہیں ایک نامور اور بڑے انسان کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"۔**

(روزنامہ "نوائے وقت" کا اداریہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ روزنامہ "جنگ" کے اداریے سے ایک اقتباس:

"...... وہ مسلم ممالک کی مالی اور مغربی ممالک کی ٹیکنیکی اعانت سے ایک ایسا ریسرچ سنٹر قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں سے اب تک متعدد پاکستانیوں سمیت تیسری دنیا کے ہزاروں نوجوان سائنس و ٹیکنالوجی کے مختلف شعبوں میں مہارت حاصل کر کے اپنے اپنے ممالک کا نام روشن کر رہے ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے ڈاکٹر عبدالسلام کو ان کی خدمات کے صلے میں ستارہ پاکستان، پرائڈ آف پرفارمنس اور نشانِ امتیاز سے نوازا"۔

(روزنامہ "جنگ" کا اداریہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ روزنامہ "پاکستان" لاہور نے اپنے اداریے بعنوان

ایک یگانہ روزگار عبقری کا انتقال

میں تحریر کیا:

"...... ڈاکٹر عبدالسلام کی پاکستان سے شیفتگی کے کئی مظاہر دیکھنے میں آئے انہوں نے نوبیل انعام حاصل کرتے وقت قومی لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ انہوں نے ایٹمی کمیشن اور کراچی میں ایٹمی بجلی گھر کے قیام کے ضمن میں جو تحریک کی اس سے دوررس نتائج مرتب ہوئے۔ وہ ملکی اور قومی ترقی کیلئے سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے بلیغ تھے......" (روزنامہ "پاکستان" لاہور ۲۳ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ انگریزی روزنامہ "دی نیشن" کے اداریے سے ایک اقتباس پیش ہے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کی وفات سے **دنیا ہمارے زمانہ کے ایک عظیم الشان سائنسدان سے محروم ہو گئی ہے** ...... پاکستان میں سائنس کی ترقی کے مقصد کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دینے کے باعث ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ وہ ہمارے ملک کے واحد نوبیل لارئیٹ تھے۔ اگرچہ ہم ان جیسا ذہین اور قابل انسان تیار کرنے کا پورا اعزاز لینے کے حقدار نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی تحقیق کا زیادہ تر کام مغربی ممالک میں انجام دیا۔ اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ وہ اپنے دل سے ہمیشہ پاکستانی رہے اور ساری دنیا میں پاکستانی سائنسدان کے طور پر جانے جاتے تھے...... حقیقت یہ ہے کہ وہ سپارکو (خلائی مرکز تحقیق) کے بانی اور ۶۱ء سے ۷۵ء تک گورنمنٹ پاکستان کے سائنسی مشیر اعلیٰ رہے لیکن یہاں پر رہائش پذیر ہونا ان کے لئے ناممکن ہو گیا تھا کیونکہ وہ ایک ایسے فرقہ سے تعلق رکھتے تھے جس کو بعض مذہبی گروہ اچھا نہیں سمجھتے تھے......"

(روزنامہ "نیشن" لاہور کا اداریہ ۲۴ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ انگریزی روزنامہ "ڈان" نے اپنے اداریے میں محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کو خراج عقیدت یوں پیش کیا:

ایک عبقری کی وفات

"عوام الناس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام کے لئے کوئی ایسا کلمہ تحسین پیش کر سکیں جو اس عظیم شخصیت کی عظمت میں اضافہ کر سکے۔ تیسری دنیا میں کم ہی ایسے ماہرین سائنس ہوئے ہیں جن کا انسانی علم کی ترقی میں اتنا بڑا حصہ ہو...... درحقیقت ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۵۰ء سے ذراتی طبیعات کے میدان میں ہونے والی تقریباً ہر پیش رفت میں ان کا حصہ ہے ...... جو چیز انہیں اپنے ہم عصروں سے ممتاز کرتی تھی وہ ان کا انسانیت کے لئے گہرا احساس تھا"۔ (روزنامہ "ڈان" ۲۲ر نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بھارت نے اپنے ترجمان ماہنامہ "تہذیب الاخلاق" مارچ ۹۷ء کے شمارہ کو "عبدالسلام نمبر" کے طور پر شائع کیا۔ اس شمارے کے مدیر جناب ابوالکلام قاسمی نے محترم ڈاکٹر صاحب کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا:

"پروفیسر عبدالسلام محض علم طبیعات کے محقق اور نظریہ ساز ہی نہیں تھے بلکہ برصغیر کی ان عظیم ہستیوں میں سے ایک تھے جنہوں نے مشرقی اقوام کو عقلی اور سائنسی دنیا میں اعتبار اور وقار بخشنے میں اہم رول ادا کیا ہے اور جہاں تک عالم اسلام کا تعلق ہے تو اس وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں کہ **عالم اسلام میں اس پایہ کے سائنس دان کا ماضی قریب میں فقدان رہا ہے**۔ پروفیسر عبدالسلام اپنے تخصص کے میدان کے علاوہ اسلام اور عالم اسلام کی سربلندی کے تمنائی اور عظمت رفتہ کی بازیافت کے خواہاں تھے۔......

وہ چونکہ ایک موحد تھے اور خالق کائنات کی مرکزیت کا مشاہدہ کائنات کی بکھری ہوئی اور بظاہر منتشر، غیر مربوط اور مختلف الجہات قوتوں میں کرنا چاہتے تھے اسی لئے ان کے لئے طبیعات کی تحقیق بھی کائنات کے مرکزی نکتے کی تلاش و جستجو سے عبارت تھی......"

(ماہنامہ "تہذیب الاخلاق" مارچ ۹۷ء کا اداریہ)

☆ اور اب ہفت روزہ "مہارت" لاہور کے مدیر کے ایک اداریے سے اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"ایک عالم" کی موت

"ڈاکٹر صاحب نے اپنی سائنسی خدمات کی بناء پر پوری دنیا میں ارض وطن کی نیک نامی میں اضافہ کیا اور وطن عزیز کو دنیا کے ان ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا جنہیں سائنسی خدمات کے حوالے سے خصوصی عزت و توقیر کا حامل قرار دیا جاتا ہے...... زندگی بھر اپنے نظریات کو حب الوطنی کی اساس پر استوار رکھا۔..... ہم سمجھتے ہیں کہ محض نظریاتی اختلاف کی بنا پر ایک عظیم سائنسدان کی تحقیقات و خدمات سے جس طرح وطن عزیز کو محروم رکھا گیا اور ان کے ساتھ جس طرح کے طرز عمل کا مظاہرہ کیا گیا وہ کسی بھی لحاظ سے قابل ستائش نہیں۔ **ڈاکٹر صاحب کی زندگی، ان کی سائنسی خدمات اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں سے ملک کو محروم رکھ کر گویا ہم نے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی چلائی جس کا ازالہ شاید ہم کبھی بھی نہ کر سکیں۔"** (ہفت روزہ "مہارت" لاہور)

BBC کی نشریات

☆ بی بی سی نے محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارے میں مختلف پروگراموں میں جو نشریات پیش کیں انہیں مکرم مرزا خلیل احمد صاحب نے قلمبند کیا ہے۔ ۲۱ر نومبر کے پروگرام "سیر بین" میں بیان کیا:

"...... انہوں نے اپنی زندگی میں عقائد سے بلند ہو کر انسان کے دکھ درد کو دیکھا اور اس جدوجہد میں اپنی زندگی گزار دی کہ محروم دنیا علم و فن سے آگاہ ہو جائے۔...... وہ ریاضی کی اعلیٰ ترین سند ٹرائی پاس میں اول پوزیشن لے کر رینگلر کہلائے۔ کیمبرج یونیورسٹی نے انہیں Ph.D سے پہلے ہی سمتھ پرائز دیا...... میکس ویل میڈل حاصل کرنے والے وہ سب سے پہلے سائنسدان تھے۔...... **ڈاکٹر صاحب کو پوری دنیا میں غیر معمولی عزت و احترام حاصل تھا لیکن ان کا دل اس بات پر زخمی تھا کہ ان کے اپنے وطن میں وہ رتبہ حاصل نہ ہو سکا جس کی انہیں توقع تھی"۔**

☆ بی بی سی نے ۲۲ر نومبر کو اپنی پہلی مجلس کے پروگرام "دریافت" میں نشر کیا:

"انٹرنیشنل سنٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کے موجودہ ایگزیکٹو پروفیسر ﷺ ینگو دیا سارو نے ڈاکٹر سلام کے انتقال پر کہا کہ **پروفیسر عبدالسلام ایسے شخص تھے جنہوں نے تیسری دنیا کے لوگوں کو عالمی سطح پر عزت اور وقار عطا کیا**...... سائنسی دنیا میں ان کے کارنامے دیر تک یاد رکھے جائیں گے۔ ...... وہ پوری دنیا میں فزکس کے غیر متنازعہ سکالر سمجھے جاتے تھے"۔

مادر علمی کا خراج تحسین

☆ "عالمی شہرت کے حامل نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام کی وفات پر کالج (گورنمنٹ کالج لاہور۔ ناقل) کی انتظامیہ اور سٹاف نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔...... کالج کے پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر خالد آفتاب نے کہا کہ مرحوم سائنس کی دنیا میں ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتے تھے اور **ان کی وفات کے ساتھ ہی پوری دنیا ایک عظیم پاکستانی سائنسدان سے محروم ہو گئی ہے اور سائنس کی دنیا کا پاکستانی باب اختتام پذیر ہو گیا ہے**۔ آخر میں اجلاس

بقیہ صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

ایک انٹرویو-ایک تاریخ

الحاج حسن عطا صاحب جماعت احمدیہ غانا کے متعدد جماعتی عہدوں پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور بارہا قادیان اور ربوہ بھی جاچکے ہیں- آپ کا ایک انٹرویو مکرم آدم داؤدی کے قلم سے جماعت احمدیہ غانا کے ماہنامہ "دی گائیڈنس" جون ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

محترم حسن عطا صاحب ۱۹۱۰ء میں کماسی میں پیدا ہوئے- ۱۹۲۱ء میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد ان ابتدائی افریقن افراد میں شامل تھے جو غانا کے سرویئر سکول میں داخلہ کے اہل قرار پائے- اڑہائی سالہ کورس مکمل کرکے آپ بطور سرویئر ملازم ہوئے- احمدیت کی طرف آپ کی رغبت محترم مولوی حکیم فضل الرحمان صاحبؓ کی تبلیغ کے نتیجہ میں ہوئی- دو احمدی دوستوں کی مساعی سے آپ نے احمدیت قبول کرلی- آپ کے اخلاص اور محنت کو دیکھتے ہوئے کچھ عرصہ بعد آپ کو مقامی صدر منتخب کرلیا گیا- ان دنوں مسلمانوں کو عیسائیوں کے سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی چنانچہ تعلیم کی خواہش رکھنے والوں کو یا تو مذہب تبدیل کرنا پڑتا تھا یا کم از کم اپنے نام بدلنے پڑتے تھے- ان حالات کے پیشِ نظر جماعت احمدیہ نے سکولوں کی تعمیر کا ارادہ کیا جس کے لئے زمین خریدی گئی اور مکرم عطا صاحب نے ایک پرائمری سکول کا نقشہ بنانا شروع کیا- اسی دوران جنگ عظیم دوم کے دوران آپ کی خدمات فوج نے حاصل کرلیں اور پھر ۱۹۴۳ء میں آپ واپس کماسی پہنچے اور کماسی ٹاؤن کونسل میں ٹیکنیکل افسر کے طور پر اپنی ملازمت دوبارہ شروع کردی اور اپنی پیشہ وارانہ خدمات کے ساتھ جماعت کے پہلے سکول کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا- محترم الحاج نذیر احمد علی صاحب کی امارت کے زمانہ میں مکرم عطا صاحب کو سالٹ پانڈ بلاکر اطلاع دی گئی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک سیکنڈری سکول کے اجراء کی منظوری بھی عطا فرمائی ہے- چنانچہ یہ سکول بھی آپ کی زیر نگرانی تعمیر ہونا شروع ہوا-

-......☆......☆......☆......-

ماہنامہ "گائیڈنس" اگست ۹۷ء کے مطابق احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ سے امسال طلباء کی دسویں کلاس کے ۲۱ طلباء نے گریجوایٹ کرکے میدان عمل میں قدم رکھا-

-......☆......☆......☆......-

دنیا کا پہلا مکمل سائنسدان

اٹلی کے جنوب میں واقع بحیرہ روم کے سب سے بڑے جزیرے سسلی کی اڑھائی ہزار سال پرانی بندرگاہ سیراکوس میں ۲۸۷ ق م میں یونانی دور کا سب سے بڑا سائنسدان پیدا ہوا- وہ پہلا شخص تھا جس نے سائنس کی تینوں شاخوں یعنی نظریاتی، تجرباتی اور ایجادات میں اپنا لوہا منوایا چنانچہ یہ دعویٰ صحیح ہے کہ ارشمیدس دنیا کا پہلا کامل سائنسدان ہے- ارشمیدس کے بارے میں ایک مضمون ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ ستمبر ۹۷ء میں مکرم عمران بدر ہاشمی صاحب کے قلم سے شاملِ اشاعت ہے-

ارشمیدس کے والد متمول تھے چنانچہ انہوں نے ارشمیدس کو تعلیم دلانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور لڑکپن میں ہی اسکندریہ بھیجا جہاں ارشمیدس جوان ہونے تک حصول تعلیم میں مصروف رہا- اس دوران ارشمیدس نے مصریوں کی فرمائش پر تالاب یا دریا سے پانی نکالنے کا آلہ ایجاد کیا جو چرخیوں اور لیور کے اصول پر کام کرتا تھا- وہ اپنے وقت کا واحد شخص تھا جو لیور اور چرخیوں کے اصول کو جانتا تھا-

سیراکوس کے بادشاہ نے ایک جوہری کو کافی مقدار میں سونا دیا تاکہ بادشاہ کے لئے خالص سونے کا تاج تیار کیا جائے- جوہری نے تاج تیار کیا تو بادشاہ نے خوش ہوکر جوہری کو انعام واکرام سے نوازا لیکن بعض مخبروں نے اطلاع دی کہ جوہری نے تاج میں کھوٹ ملایا ہے- جوہری نے الزام کی تردید کی- چنانچہ بادشاہ نے یہ مسئلہ ارشمیدس کے سامنے پیش کیا کہ کس طرح یہ معلوم کیا جائے کہ تاج میں کھوٹ شامل کی گئی ہے یا نہیں-...... ارشمیدس طبعاً خاموش، سنجیدہ اور باوقار انسان تھا- لیکن ایک روز خلافِ توقع وہ مناسب لباس پہنے بغیر ایک حمام سے نکل کر دیوانہ وار بھاگنے اور پکارنے لگا 'پالیا، پالیا'- اس کی اضطراری کیفیت بے انتہا خوشی کے باعث تھی جو اس مسئلہ کا حل معلوم ہو جانے پر طاری ہوئی جو بادشاہ نے اس کے سپرد کر رکھا تھا- بعد ازاں اس کا دریافت شدہ اصول "اصولِ ارشمیدس" کے نام سے سائنس کا اہم قانون قرار پایا جس کے مطابق "جب کسی ٹھوس شے کو کسی مائع کے اندر پورے طور پر ڈبو دیا جائے تو اس شے کے وزن میں کمی آجاتی ہے جو اس شے کے مساوی الحجم مائع کے اندر برابر ہوتی ہے"- بعد ازاں اسی قانون سے بہت سے سائنسی قوانین نے جنم لیا-

ارشمیدس کی قوت ایجاد اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اس نے محض فرصت کے مشغلے کے طور پر ایک ایسا کرہ بنالیا جس کے اندر سورج، زمین، چاند اور پانچ سیاروں کے ماڈل قدرتی طریقوں سے حرکت کرتے تھے اور انہیں چلانے کے لئے پانی کی طاقت سے کام لیا جاتا تھا- یہ حرکات اس درجے صحیح تھیں کہ سورج اور چاند گرہن ان میں درست اوقات پر ظاہر ہوتے تھے- ارشمیدس کی کئی ایجادات اور دریافتیں ایسی ہیں جو آج تک ہر زمانے کے انسانوں کے روزمرہ استعمال میں آتی ہیں- اس نے طبیعات کی دو بڑی شاخوں یعنی میکانیات اور ماسکونیات پر جتنا کام کیا تھا اس کے اٹھارہ سو سال بعد تک دنیا کے سائنسدان اس سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکے-

سیراکوس کا بادشاہ ہیور جب وفات پاگیا تو اس کے جانشین نے اپنا سیاسی اتحاد روم سے توڑ کر کارتھیا سے کرلیا- اس پر اہل روما ایک بڑی فوج کے ساتھ سیراکوس پر حملہ آور ہوئے- اگرچہ ارشمیدس کو اپنے بادشاہ کا فیصلہ پسند نہیں تھا لیکن اس نے حب الوطنی کے تقاضے کے مطابق اپنا علم جنگ کیلئے ہتھیار بنانے میں صرف کردیا اور لیور اور چرخی کی مدد سے ایسی منجنیق بنائی جو بڑے بڑے پتھر پھینک سکتی تھی- اسی زمانے میں اس نے کرین بھی ایجاد کی جس کی مدد سے اس نے رومی حملہ آوروں کے جہازوں کو بلندی سے ساحل سمندر کے اندر گرا گرا کر تباہ کرنا شروع کیا اور رومی فوج پسپا ہونے پر مجبور ہوئی اور چند میل پیچھے ہٹ کر سیراکوس کی ناکہ بندی کردی- جلد ہی اہل شہر محاصرہ سے تنگ آکر بھوکوں مرنے لگے اور آخر ہتھیار ڈال دیئے- رومی فوجیں شہر میں داخل ہوئیں اور قتل عام کرنے لگیں- رومی کمانڈر نے ایک بہادر دشمن کی طرح ارشمیدس کو گزند نہ پہنچانے کا حکم دیا لیکن فتح کے نشے میں چور سپاہی ارشمیدس کے گھر میں بھی داخل ہوگئے- ارشمیدس اس وقت زمین پر جیومیٹری کی شکلیں بناکر کسی پیچیدہ مسئلے میں ایسا غرق تھا کہ اسے اپنے گردوپیش کی کچھ خبر نہ تھی- اس نے غصے سے سپاہی کو شکلوں پر پاؤں رکھنے سے منع کیا اور سپاہی نے اپنی ہتک کا بدلہ لینے کے لئے نیزہ بوڑھے سائنسدان کے سینے میں بھونک دیا- رومی کمانڈر کو ارشمیدس کی موت کا بہت دکھ ہوا-

ارشمیدس کی وصیت کے مطابق اس کے مزار پر جو کتبہ لگایا گیا اس پر کرہ اور سلنڈر کا نشان بنایا گیا- پہلی صدی عیسوی میں روم کے مشہور خطیب، مصنف اور سیاستدان Cicero نے سسلی کی سیاحت کرتے ہوئے ایک شکستہ اور ویران قبر دیکھی جس کا کتبہ مٹ چکا تھا لیکن اس پر بنا ہوا کرہ اور سلنڈر کا نشان مدہم سا نظر آتا تھا- اس نشان سے اس نے جان لیا کہ یہ ارشمیدس کی قبر ہے- اس نے قبر کی مرمت کرواکر کتبہ ازسرنو لگوادیا-

-......☆......☆......☆......-

شگفتہ مزاجی

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ اگست ۹۷ء میں مکرم ناصر فاروق صاحب نے قائداعظم محمد علی جناح کی شگفتہ مزاجی کے بعض واقعات پیش کیے ہیں- ایک سکول کی تقریب میں جب ایک طالبعلم انعام لینے کیلئے قائداعظم کے سامنے آیا تو اس قدر گھبرا گیا کہ انعام وصول کرکے بغیر سلام کیے جانے لگا- آپ نے اسے واپس بلایا اور بڑے پیار سے کہا "مجھے یقین ہے کہ تم نے انعام جیتا ہے، چھینا نہیں"-

-......☆......☆......☆......-

محترم مہر عاشق محمد سیال سرگانہ

محترم مہر عاشق محمد سیال سرگانہ صاحب کا ذکرِ خیر آپکے فرزند مکرم ریاض احمد سرگانہ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲/ستمبر ۹۷ء میں شاملِ اشاعت ہے-

آپ ۲۳/ستمبر ۱۹۰۰ء کو حضرت مہر محمد اعظم سیال سرگانہ صاحبؓ کے ہاں موضع باگڑ سرگانہ ضلع خانیوال میں پیدا ہوئے- میٹرک تک تعلیم پانے کے بعد قانون گوئی کا امتحان فرسٹ گریڈ میں پاس کیا- ۲۳ء سے ۶۲ء تک بطور قانون گو اور گرداور قانون گو مختلف جگہوں پر ملازمت کی اور اس کے بعد اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرتے رہے- یکم دسمبر ۷۳ء کو وفات پائی- بہت ہی ذہین و فطین انسان تھے- ۷۲ سال کی عمر میں اپنی خودنوشت سوانح حیات تحریر فرمائی اور ہر واقعہ تاریخ، ماہ اور سال کے ساتھ بیان کیا-

محترم مہر عاشق محمد صاحب اپنی قبولِ احمدیت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں نے میٹرک کرنے کے بعد احمدیت کے بارے میں دونوں نکتہ نظر سے قریباً پچاس کتب کا مطالعہ کیا اور پھر اپنے والد کے ارشاد پر اپنے چچا کے ہمراہ ۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے قادیان چلا گیا- چچا نے جو احمدی ہوچکے تھے مجھے بھی بیعت کرنے کیلئے تبلیغ شروع کی تو میں نے کہا کہ بیعت کے معنی اپنے آپ کو فروخت کرنے کے ہوتے ہیں اسلئے جب تک میرا دل راغب نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کوئی نشان نہ دکھائے میرا بیعت کرنا محالات میں سے ہے- اگلے ہی روز جب سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی صدارت میں جلسہ سالانہ کا اجلاس شروع ہوا تو یکایک ایک نظارہ نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا- کیا دیکھتا ہوں کہ شامیانہ کی چھت سے نور نکل کر حضور کے دماغ پر پڑ رہا ہے اور پھر وہی نور حضور کے دو چشموں سے نکل کر میرے سینہ پر پڑنے لگا...... دل و دماغ کے سارے وساوس نور سے دھل گئے اور اسی روز رات کو قصر خلافت میں بیعت کرلی-

۱۹۲۰ء کے جلسہ سالانہ میں محترم مہر صاحب اپنے عزیزوں کے ہمراہ شامل تھے- جلسے کے بعد ایک روز دھاریوال سے کپڑا خریدنے گئے اور واپسی پر راستہ بھول جانے کی وجہ سے موضع کھارا پہنچ گئے- وہاں ایک جگہ بیٹھ کر سردی سے بچنے کے لئے آگ جلائی- دل میں شدید خوف تھا کیونکہ وہ علاقہ ڈاکوؤں کا مشہور تھا- کچھ دیر بعد ایک سکھ ہاتھ میں ڈانگ پکڑے نمودار ہوا- آپکے چچا نے اسے اپنا صحیح تعارف کروانے کی بجائے غلط بیانی کرنا چاہی تو آپ نے انہیں روک دیا اور اسے بتایا کہ ہم قادیان جلسے پر آئے تھے اور اس طرح سے ہم راستہ بھول گئے ہیں- آپ کی راست گوئی کا ایسا اثر ہوا کہ کچھ دیر بعد وہ سکھ نہ صرف آپکی آگ جلائے رکھنے کے لئے بالن لے کر آیا بلکہ ایک درجن گنے اپنے کھیت سے کاٹ کر آپ کو دیئے اور پھر خود راستہ دکھاتے ہوئے قادیان تک چھوڑ کر گیا اور کہنے لگا کہ آپ خوش قسمت تھے کہ ہمارے کھیت میں بیٹھے تھے ورنہ آپ سے رقم اور کپڑے چھینے جاتے- ہمارے تعلقات مرزا صاحب سے خاصے ہیں- ہمیں وہ دوائیاں مفت دیتے ہیں- اگر کوئی مقدمہ ہو جائے تو افسران سے کہہ کر ہمیں چھڑا دیتے ہیں لہذا ہم ان کے مریدوں کے بھی غلام ہیں-

محترم مہر صاحب نے اپنی سوانح میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے جب آپ کو بداخلاقیوں میں مبتلا کرنے کی دانستہ کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا- آپ کو اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق بخشی اور وقف جدید کے لئے تو آپ نے اپنی زرعی زمین کا ۳۶ کنال کا رقبہ پیش کیا-

محترم مہر صاحب کا اپنے عزیزوں سے سلوک مثالی تھا- ۵۳ء میں آپ کے دو غیر احمدی عزیز احمدیوں کی مخالفت کی وجہ سے گرفتار ہوگئے تو آپ نے ان سے حسنِ سلوک کا تعلق قائم رکھا چنانچہ جب وہ رہا ہوئے تو احمدیت کی مخالفت سے کنارہ کش رہے-...... دعوت الی اللہ کا جنون تھا چنانچہ اپنے سفر و حضر میں تبلیغ کے تمام مواقع سے بھرپور استفادہ کرتے تھے ...... قرآن کریم سے بھی عشق تھا اور روزانہ ایک سیپارہ پڑھنا معمول تھا- اس طرح ہر مہینے ایک دور مکمل کرلیا کرتے تھے-

-......☆......☆......☆......-

بقیہ "خراج تحسین" از صفحہ ۱۳

کے شرکاء نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے......"-

(روزنامہ "مساوات" لاہور ۲۲/نومبر ۱۹۹۶ء)

☆ گورنمنٹ کالج لاہور میں ڈاکٹر عبدالسلام کی یاد میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے "گورنمنٹ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر خالد آفتاب نے ڈاکٹر عبدالسلام کی خدمات کے پیش نظر کالج کی سنٹرل لائبریری کو ڈاکٹر سلام لائبریری کا نام دینے، ہر سال "پروفیسر سلام میڈل" فزکس اور ریاضی کے شعبے میں شروع کرنے اور فزکس ڈیپارٹمنٹ میں ڈاکٹر سلام کے نام کی چیئر رکھنے کا اعلان کیا"-

(روزنامہ "نوائے وقت" ۵/دسمبر ۹۶ء)

باقی آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

Muslim
AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

21/11/97 - 27/11/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice.
Details of Programmes are Announced After Every Six Hours.
All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

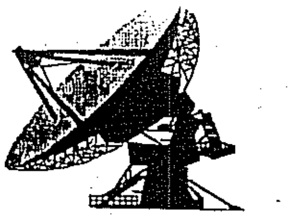

Friday 21st November 1997
20 Rajab

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme. - History of Ahmadiyyat (Part 22) (R)
02.30	A Page from the History of Islam by B.A.Rafiq (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Class with Huzoor(R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira: An Evening with Chaudhry Mohammed Ali in the Presence of Huzoor- 21.8.95 - Part 2
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 34
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
14.00	Bengali Programme
15.00	Rencontre Avec Les Francophones- Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
16.00	Friday Sermon By Huzoor (R)
17.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
18.05	Tilawat, Hadith
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Hadith 2) Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland 'Tierpark in Strohen' 3) Nazm
20.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
21.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
21.30	Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45	Rencontre Avec Les Francophones- Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends

Saturday 22nd November 1997
21 Rajab

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA USA Production: Question & Answer Session with Huzoor, Milwaukee, Wisconsin - 24/10/94 - Part 2
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone -Part 34
05.00	Rencontre Avec Les Francophones, Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Saraiki Programme
08.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid" (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Class
11.00	MTA Variety: Prophecies about Hadhrat Musleh Maud (ra)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour: 1) Children's Corner 2)Nazm
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Mulaqat with Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Arabic Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Hadith 2) Sport 'Fußball' 3) Der Diskussionskreis 'Islam II' 4) Nazm 5) Gute Nacht Geschicten
20.30	Children's Corner: Poetry Competition on the occassion of Pakistan's Golden Jubilee
21.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV - with Albanians held in Germany (20.8.97)
22.30	Children's Mulaqat with Huzoor(R)
23.25	Learning Chinese

Sunday 23rd November 1997
22 Rajab

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Poetry Competition on the occassion of Pakistan's Golden Jubilee
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Horizon - Majlis-e-Irfan, Toronto, 25.6.97 - Part 1
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Poetry Competition on the occassion of Pakistan's Golden Jubilee Celebrations
07.00	Friday Sermon By Huzoor - Rec. 21.11.97
08.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV- with Albanians - 20.8.97
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe: "Handicrafts Exhibition - Lajna Pakistan '95"
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Huzoor's Mulaqat with English speaking friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme - 'Hyrje Ne Islam' - Introduction to Islam - Part II
18.05	Tilawat ,Hadith
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1)Physik 'Mechanik' 2) Ein Treff in Koln
20.30	Children's Corner - Quiz, Tehrik-e-Pakistan (Part 4)
21.00	Quiz by Lajna: Chak 99 Shamali VS Chak 98 Shamali
21.30	Dars-ul-Quran (No. 23) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25	Learning Chinese

Monday 24th November 1997
23 Rajab

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Quiz, Tehrik-e-Pakistan (Part 4)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe: "Handicrafts Exhibition - Lajna Pakistan'95"
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Huzoor's Mulaqat, With English Speaking friends(R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Quiz,
07.00	Dars-ul-Quran (No. 23) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30	Quiz by Lajna : Chak 99 Shamali VS Chak 98 Shamali
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Sports:by Nusrat Jehan Academy , Rabwah
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Hour:1)Book Exhibition 2) Dars Malfoozat
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1)Begegnung mit Hazoor IV 2) Mach Mit "Tiramesu" 3) Mini Pizza
20.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
21.00	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor
23.25	Learning Norwegian

Tuesday 25th November 1997
24 Rajab

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Sports by Nusrat Jehan Academy Rabwah
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Huzoor
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters: 'Malaria' Guest: Dr Lateef A Qureshi
11.30	Status of the Holy Prophet (saw) according to the Promised Messiah (as)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	Indonesian Hour: Friday Sermon (24.6.94)
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Mathematik Funktionslehre 2) Tarikhe Islam
20.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Hikayat-e-Shereen (N)
23.25	Learning French

Wednesday 26th November 1997
25 Rajab

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters: 'Malaria'
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00	Swahili Programme
07.30	MTA Variety
08.30	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	Indonesian Hour: 1) Hadith 2) Quiz 3) Nazm
14.00	Bengali Programme
14.45	Tarjumatul Quran Class (R)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: Islamische Presseschau 2) I.Q
20.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor Children's Corner
21.00	Al Maidah : Daal Moongh kay Dahi Wade
21.45	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Learning Turkish
23.30	Arabic Programme

Thursday 27th November 1997
26 Rajab

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon - Tech Talk 11
02.30	Seerat un Nabi (saw) - Part 4
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Turkish (R)
04.30	Arabic Programme. - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00	Sindhi Programme. -Translation of Friday Sermon - 15.3.96
08.00	Al Maidah: Daal Moongh kay Dahi Wade
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Quiz Programme: History of Ahmadiyyat - Part 23
11.30	A Page From The History of Islam - By B.A.Rafiq
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Indonesian Hour: 1)Tilawat 2)Hadith 3) Dars Malfoozat 4) What's Ahmadiyyat
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Programme
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Kinder Quiz Show 2) MTA Variete "Hazoors Dora '97"
20.30	Children's Corner : Yassarnal Quran
21.00	Bazm-e-Moshaira: Moshaira Yaum-e-Masih Maud(as) - Part 1
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor
23.25	Learning Dutch

All viewers should please note that programmes and timings may change. Details of Programmes to be shown are announced every six hours and are also available on Teletext.

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095
Vol. 4 Friday, November 21, 1997 No. 47

حاصل مطالعہ

صفۃ قرآن اکیڈمی گوجرانوالہ نے "واہ رے مسلمان" کے عنوان سے ایک مختصر رسالہ شائع کیا ہے جس کے مندرجات آج کے پاکستان کے سرکاری مسلمانوں کی حالت زار سے پردہ اٹھانے والے ہیں۔ مذکورہ اکیڈمی کے شکریہ کے ساتھ قارئین الفضل کے لئے اس کے بعض حصے ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔ لکھا ہے:

"میرا نام وجے کمار، دھرتی ماتا ہندوستان کے شہر بمبئی کا باسی (رہنے والا)۔ بھگوان کی کرپا (مہربانی) سے وہاں ایک بہت بڑے پلازا کا مالک ہوں۔ پچھلے دنوں ایک دوست کی دعوت پر آپ کے شہر اور پتاجی کی جنم بھومی (جائے پیدائش) لاہور آنا ہوا۔ من کی یہ اِچھا (آرزو) بھی پوری ہوئی۔ اکثر اپنے بڑے بوڑھوں سے اس شہر کے تذکرے سنتا رہتا تھا۔ خصوصاً "جنے لاہور نئیں ویکھیا او جمیا ای نئیں" یہ جملہ میری چِتا میں اور اضافہ کرتا۔ مگر یہاں آکر دیکھا تو نقشہ ہی کچھ اور تھا۔

۳ر فروری ۱۹۹۷ء کو میں نے لاہور کی پوتر بھومی (پاک زمین) میں قدم رکھا۔ اتفاق سے اس دن ملک میں عام چناؤ ہو رہے تھے۔ سارا شہر سنسان پڑا تھا۔ پہلے تو میں بہت گھبرایا کہ جیسا سنا تھا اس کے بالکل برعکس وہ گہما گہمی، ہر طرف افراتفری، تانگوں، رکشوں اور ویگنوں کی بھرمار، کچھ بھی تو نہیں تھا۔ اگلے دن پھر کوئی خاص رونق نہ تھی۔ ساری رات لوگ ٹی وی سکرین کے سامنے بیٹھے نتائج دیکھتے رہے جن کے مطابق سابقہ پردھان منتری شری نواز شریف کی وِجے (فتح) یقینی نظر آرہی تھی۔ اگلے دن ایک جماعت والے سکون سے سوئے رہے جبکہ دوسرے شرم سے باہر نہ نکلے۔ اس دن بھی کاروبار بند رہا۔ میں نے سارا دن سیر میں گزارا۔ مینار پاکستان، بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ، مقبرہ جہانگیر، عجائب گھر۔ **پھر اسی رات اوپن ائر تھیٹر میں ڈرامہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ بھگوان قسم اتنی تو ہماری انڈین فلمیں بھی لچر نہیں ہوتیں۔** جتنا کچھ انہوں نے ڈرامے میں کر دکھایا۔ سچ کہتے ہیں "دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں"۔ ایشور کی لیلا (خدا کی قدرت) میں ہندوستان بیٹھا ساری عمر یہی سمجھتا رہا کہ پاکستان میں بہت زیادہ پابندیاں ہونگی۔ پورے ملک میں شراب دیکھنے کو نہیں ملتی ہوگی۔ نماز کے وقت کاروبار بند ہو جاتے ہونگے۔ عورتیں گھروں میں قید ہونگی۔ اگر ضرورت کے وقت نکلتی بھی ہونگی تو پوری طرح پردے میں لپٹی لپٹائی۔ تبھی تو اسے اسلام کا قلعہ کہتے ہیں۔ مگر "راہ پیا جانے واہ پیا جانے" **چاہے تمہیں برا لگے میں تو آج سے اسے اسلام کا قلعہ نہیں بلکہ اسلام کے نام پر کلنک ہی کہوں گا کہ مجھ جیسا پاپی جو شراب کے بغیر ایک گھنٹہ نہیں گزار سکتا وہ بھی اس اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بہت خوش وخرم رہا اور ایک دن بھی میری روٹین خراب نہیں ہوئی۔** نماز کے وقت اسی طرح کاروبار چلتا ہے۔ بازاروں میں اسی طرح ریل پیل، اتنی زیادہ اذانیں ہونے کے باوجود کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ نہ ہونے کے برابر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ **یہاں سے زیادہ مسجدیں تو ہندوستان میں آباد ہیں۔** شاید تمہاری ہی مسجدوں کے بارہ میں علامہ صاحب نے فرمایا تھا: "مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے" پھر یہاں کی فلمیں، ڈرامے، گانے، خوشی وغمی کی تقریبات **خصوصاً مہندی، مائیاں، بارات، سالگرہ اور عورتوں کا یوں بے پردہ پھرنا دیکھ کر یقین سا ہوگیا ہے کہ ضرور تم لوگ پہلے جنم میں ہندو تھے اور اگر برا محسوس نہ کرو تو اس جنم میں بھی بس معمولی سا فرق ہے۔** بھگوان نے چاہا تو جس سپیڈ سے کام جاری ہے عنقریب یہ فرق بھی مٹا دیں گے۔ سچ پوچھو تو اتنے دن محسوس ہی نہ ہوا کہ پاکستان میں ہوں یا ہندوستان میں۔

واپسی کا قصد کیا تو جن کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا اصرار کرنے لگے کہ کچھ دن اور ٹھہر جاؤ، جمعرات کی رات ہمارا بسنت میلہ تو دیکھتے جاؤ۔ خدا کی قسم! تم اپنی بسنت بھول جاؤ گے۔ مجھے پہلے سے بڑا تجسّس تھا کہ بسنت سے پہلے اتنا کچھ ہو رہا ہے تو بسنت کے موقع پر کیا ہوگا؟ میں لاہور کے جس علاقہ میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں سارا سارا دن بجلی کی آنکھ مچولی جاری رہتی تھی۔ بجلی کی تاروں کا بار بار آپس میں ٹکرانا، وقفے وقفے سے دھماکوں کی آوازیں، لائٹ بند، مسجدوں میں وضو کے لئے پانی نہیں، چھتوں پر عجیب قسم کا شور۔ بار بار بجلی کے جھٹکوں سے اکثر کے ٹی وی، فریج، موٹریں اور پنکھے وغیرہ جل گئے۔ کوئی ایک بھی اس زیادتی کے خلاف آواز نہ اٹھاسکا۔ ہر گھر خود اس جرم میں ملوث تھا۔

جمعرات کی صبح ہی بازاروں میں چہل پہل شروع ہوگئی۔ یوں لگا جیسے پورے شہر میں صرف ڈور اور پتنگوں کا ہی کاروبار ہوتا ہے۔ ہر شخص کے ہاتھ میں ڈور اور پتنگیں۔ کوئی خریدنے جارہا ہے کوئی خرید کے لارہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو ان کے قد سے بڑے بڑے گڈے والدین خود خرید کر دے رہے تھے۔ دوپہر کو ہی دوکانیں بند ہونا شروع ہوگئیں۔ تمام بڑی بڑی شاہراؤں پر بے شمار بالک (لڑکے) اونچے اونچے پتلے سے بانس جن کے اوپر خاردار جھاڑیاں لگی تھیں ہاتھوں میں لئے پاگلوں کی طرح منہ اٹھائے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر اندھادھند کسی نہ کسی کٹی ہوئی پتنگ کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ ہر کٹی ہوئی پتنگ کے استقبال کے لئے ایک بہت بڑا جلوس نیچے موجود ہوتا۔ پتنگ کے نیچے آتے ہی اس کی ہڈی پسلی ایک کر دی جاتی۔ کافی دیر تک میں سڑک کے کنارے کھڑا یہ دلچسپ منظر دیکھتا رہا اور اس دوران چِنتا ہی لگی رہی کہ ابھی کوئی نہ کوئی تیز رفتار گاڑی کسی نہ کسی بچے کو روندتی ہوئی نکل جائے گی۔ ابھی ٹھیک ایک دن پہلے ایک نوجوان پتی پتنی (میاں بیوی) موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ ایک پتنگ کی ڈور گلے میں پھرنے سے پتی کی شہ رگ کٹ گئی۔ جونہی موٹر سائیکل کنٹرول سے باہر ہوئی۔ دونوں پتی پتنی سڑک کے درمیان گرے اور پیچھے سے آنے والی ایک تیز رفتار ویگن نے دونوں کا کام تمام کر دیا۔ ڈور لگانے والے سارے شہر میں چھائے ہوئے تھے۔ ۵ر فروری کو کشمیریوں کے حق میں ہڑتال کا لاہوریوں نے بڑا فائدہ اٹھایا۔ دوکانیں بند، کارخانے بند، تعلیمی ادارے بند، مکمل پہیہ جام ہڑتال۔ تمام چھوٹے بڑے سبھی ڈور لگوانے میں مصروف تھے۔ کشمیر والوں کی محبت تو تم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ تم لوگ یہاں ہڑتال کرتے ہو۔ ہم ہندوستان میں تمہارا بہت مذاق اڑاتے ہیں۔ کہ دیکھو! ان بیوقوفوں کو کس طرح ٹائروں کو آگ لگا کر اپنے ہی آنے جانے والوں کا منہ کالا کرتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے دل بھی کالے ہو چکے ہیں۔ اسی لئے ایک ایک حرکت سے منافقت جھلکتی ہے۔ ہندوؤں کے مظالم کے خلاف ہڑتال کرتے ہو اور صبح صبح جلسے جلوسوں سے فارغ ہو کر سارا دن گھر بیٹھ کر ہماری ہی فلمیں دیکھتے ہو۔ لعنت ہے ایسی ہمدردی پر اور ایسی منافقت پر۔

میں تو یہ سوچ کر پریشان ہو رہا ہوں کہ تم لوگ کاروبار کس وقت کرتے ہو۔ ابھی جمعہ کی چھٹی تھی۔ پھر الیکشن کی چھٹیاں، ۵ر فروری کی ہڑتال، عید کی چھٹیاں، آج بسنت ہے اور کل پھر جمعہ۔ ہندوستان میں کوئی اتنے دن کاروبار بند رکھے تو اس کے بڑے بوڑھے اسے گولی سے اڑا دیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے بمبئی میں ہمارے پتاجی کی ایک بہت بڑی دوکان "لالہ جی دی ہٹی" کے نام سے بہت مشہور تھی۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ پوری زندگی انہوں نے کسی دن دوکان بند رکھی ہو۔ بلکہ تم لوگ حیران ہوگے اور شاید میری یہ بات سن کر کسی کو ہنسی بھی آجائے کہ لالہ جی کا جب آخری وقت تھا، ہم تینوں بھائی ان کے چرنوں (قدموں) کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ لالہ جی نے آخری مرتبہ آنکھیں کھولیں اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بڑے بھیا کو آواز دی۔ جنہوں نے آنسو پونچھتے ہوئے جواب دیا "جی لالہ جی"۔ پھر بولے "وجے بیٹا" میں نے کہا "جی پتاجی" پھر چھوٹے بھائی رامیش کو آواز دی۔ اس نے بھی روتے ہوئے جواب دیا "پتاجی میں پاس ہی بیٹھا ہوں" لالہ جی جو زندگی کی آخری سانس لے رہے تھے بڑے جوش سے گرجے "کم بختو! سب یہیں بیٹھے ہو دوکان پر کون ہے؟"

"...... تمہارے ہاں وہابی سنی فساد، شیعہ دیوبندی فساد، یہ کیا ہے؟ تم سب تو مُسلے کہلواتے ہو۔ ایمانداری سے بتاؤ۔ تم ایک دوسرے کو ہندوؤں سے بھی بدتر نہیں سمجھتے؟ میرا تو تم نے یہاں بہت سواگت (استقبال) کیا۔ خوب سیوا (خدمت) کی اور آپس میں ایک فرقہ دوسرے سے سلام لینا بھی گوارا نہیں کرتا............"

"...... جاؤ پہلے یہ فیصلہ تو کرو کہ تم میں سے مسلمان کون ہے؟ کوئی بدعتی ہے تو کوئی مشرک ہے۔ کوئی گستاخ ہے تو کوئی کافر۔ اتنے فتوے جاری کرنے سے بہتر ہے ایک چھوٹا سا فتویٰ دے دو کہ پاکستان میں کوئی بھی مسلمان نہیں۔ اور یہ **سارے بدعتی، مشرک، گستاخ اور کافر"۔**

"...... بہرحال میں ذکر کر رہا تھا کہ جمعرات کی صبح ہی بازاروں میں بھیڑ لگ گئی۔ دوپہر کے بعد لوگوں نے دوکانیں بند کرنی شروع کر دیں۔ آہستہ آہستہ سورج ڈھلنے لگا۔ پھر رات کیا ہوئی جیسے دن چڑھ گیا ہو۔ ہر مکان کی چھت پر بڑی بڑی سرچ لائٹیں، بڑے بڑے سپیکر بلکہ لاؤڈ سپیکر، جن سے وقفے وقفے سے "بوکاٹا" کی آوازیں، ایک دوسرے کو جگتیں، غلیظ قسم کی گالیاں، مختلف انڈین گانوں کی آوازیں، کسی ایک کی بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ جیسے اکثر تمہارے ہاں ٹریکٹر ٹرالی والوں نے گانے لگائے ہوتے ہیں۔ حرام ہے جو ٹرالی والے کو خود بھی سمجھ آتی ہو کہ گانے والے کیا بک رہے ہیں۔ پھر اندھادھند فائرنگ، انتہائی جدید قسم کا اسلحہ جس کی آواز میں عجیب قسم کی دہشت تھی۔ اتنی گولیاں تو ہمارے ہندو فوجیوں نے کشمیر میں بھی نہیں چلائی ہونگی جتنی تم نے اس ایک رات میں چلا دیں۔ اچانک پڑوس سے اطلاع آئی کہ فلاں چھت پر نامعلوم گولی لگنے سے ایک بہت ہی ایکسپرٹ پتنگ باز "شہید" ہوگیا ہے۔ شہید ہونے والے مجاہد کا جوش اور جذبہ ایمانی دیکھو کہ اس نے آخری سانس تک پتنگ کو تھامے رکھا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھی نے وہی پیچ جاری رکھا۔ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا اور بسنت کی پوری رات مسلمانوں نے "قیام اللیل" میں گزار دی۔ اے شکل مومناں! اب تو تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے کہ ہم ہندو بہت سے خداؤں کو پوجتے ہیں۔ تم کیا ایک خدا کو پوجتے ہو؟ تمہارا ایک خدا تمہیں ہر حال میں نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے تو دوسرا تمہیں بسنت، سالگرہ، شادی اور مرنے کے موقع پر نمازوں میں چھوٹ دے دیتا ہے۔ تمہارا رمضان کا خدا اور ہے اور عام دنوں کا اور۔ تمہارا رمضان والا خدا لگتا ہے بہت زور آور ہے جس سے تم اتنا زیادہ ڈرتے ہو۔ تمہارا ایک خدا ہر جگہ موجود ہے تو دوسرا ہر جگہ موجود نہیں جس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تم پاپ (گناہ) کرتے ہو۔

آہ...... کبھی وقت تھا جب تم ہمارا مذاق اڑایا کرتے تھے کہ ہندو لکڑی اور پتھر کے ان بتوں سے حاجتیں طلب کرتے ہیں جو کچھ نہیں جانتے۔ سناؤ! کیسا بدلہ لیا ہم نے۔ تم نے ہمارے معبودوں کے بارے میں کہا کہ وہ کچھ نہیں جانتے۔ ہم نے تمہارے بچے بچے کی زبان سے کہلوا دیا کہ "خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانیں" جاؤ اپنے کسی مفتی سے پوچھو کہ گانے کے یہ بول زبان پر آنے سے کیا مسلمانی باقی رہتی ہے؟ یا نہیں۔ اگر نہیں تو آجاؤ رام مندر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ ہمارے بسنت کے تہوار سے تمہاری محبت کی انتہا

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔